اشاعت نمبر ۲۶
امام احمد رضا خان بریلوی
علمائے دیوبند کی نظر میں
مرتب
علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری
تمہید ایمان
فتاویٰ رضویہ
کنز الایمان
حسام الحرمین
فوز مبین
حدائق بخشش
جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی
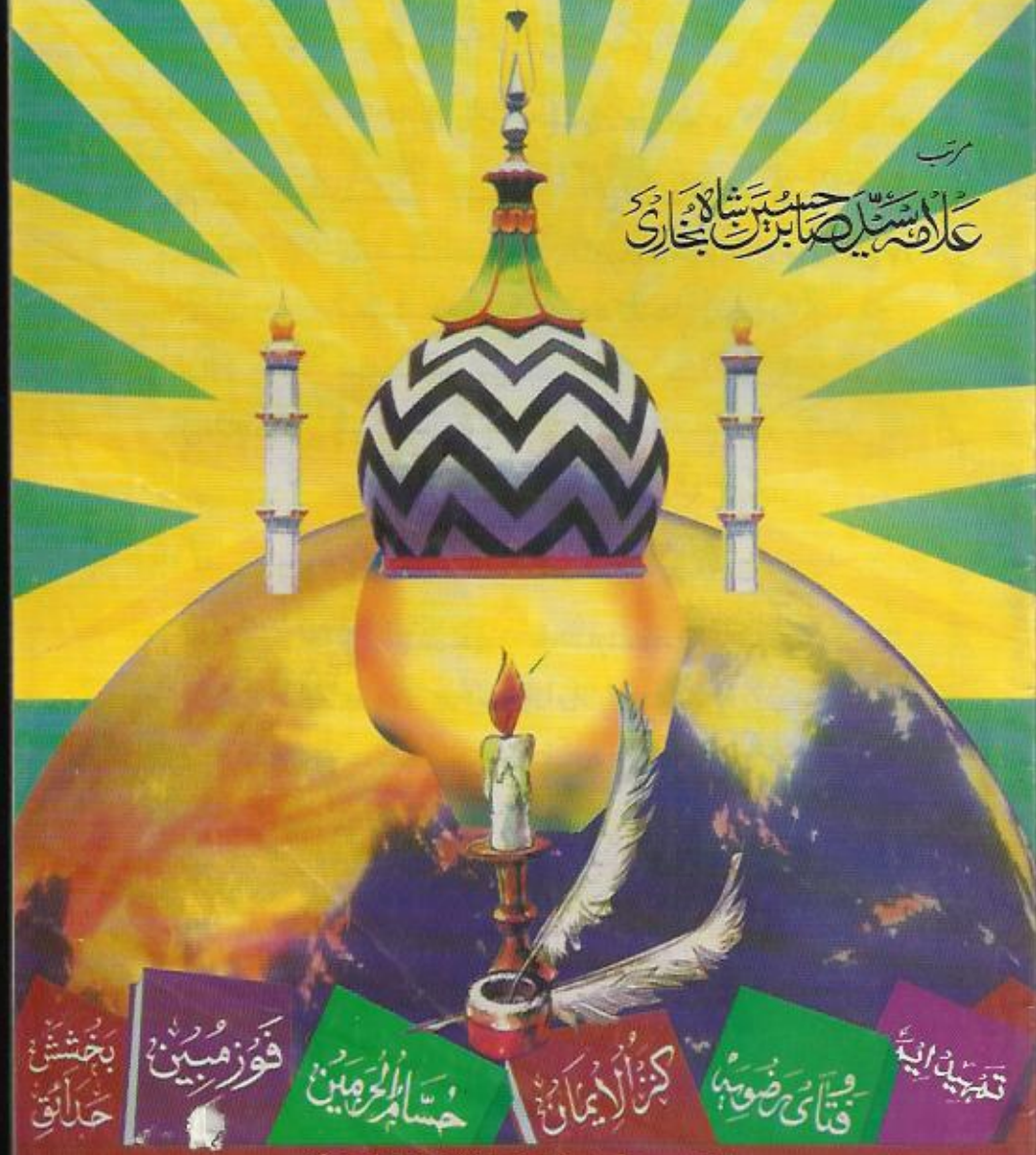
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

نام کتاب	——	اعلیٰ حضرت علمائے دیوبند کی نظر میں
مصنف	——	حضرت علامہ مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری
ضخامت	——	۵۶ صفحات
تعداد	——	۱۰۰۰
سن اشاعت	——	نومبر ۱۹۹۶ء
ہدیہ	——	دعائے خیر بحق معاونین

------☆☆-- ناشر --☆☆--------

جمعیت اشاعت اہلسنت

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

نوٹ : بیرون جات کے حضرات براہ کرم تین روپے کے ڈاک ٹکٹ ضرور ارسال کریں

✿✿ مقدمہ ✿✿

خدائے قدیر کا کڑوہا کڑور احسان کہ اس نے ہمیں اپنے حبیب لبیب رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوۃ و السلام کی امت میں پیدا فرمایا خدائے بزرگ و برتر کا کرم بالائے کرم کے اس نے امت محمدیہ میں سے ہمیں فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت میں داخل فرما کر چودھویں صدی کے مجدد اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا دامن ہمارے ہاتھوں میں دیا۔

آج کل امت مسلمہ اپنی تاریخ کے ایسے دوراہے پر کھڑی ہے جب ہر طرف انتشار و افتراق کی ایسی آگ لگی ہے کہ ہر چوراہے اور ہر محلہ میں ایسا روح فرسا اور افسوسناک منظر نظر آتا ہے کہ مسلمان متہنس چڑھا چڑھا کر اور نتھنے پھلا پھلا کر علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سرکار کریم علیہ السلام کے علم غیب اور حاضر و ناظر ہونے پر مباحثہ و مجادلہ کرتے نظر آتے ہیں۔

مسلمانوں میں جنگ و جدل کی یہ کیفیت ہمیشہ سے نہ تھی بلکہ یہ آج سے کوئی ڈیڑھ سو سال قبل کی بات ہے جب نجدی دیوبندی عقائد و نظریات کے حامل ابن عبد الوہاب نجدی کی ناپاک ذریت مولوی اسماعیل دہلوی قتیل نے اپنے انگریز سرکار کے اشارے پر تقویۃ الایمان لکھ کر مسلمانوں کے درمیان اس نا ختم ہونے والی خلیج کا سنگ بنیاد رکھا۔ اسماعیل دہلوی کو اپنی تصنیف تقویۃ الایمان کے بارے میں اس امر کا احساس تھا کہ اس کتاب سے انتشار پھیلے گا اور مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہوگا مگر ان تمام امور کے باوجود یہ کتاب شائع ہوئی اور مسلم یکجہتی کو پارہ پارہ کر گئی۔ چنانچہ اپنی حج سے روانگی سے قبل مولوی اسماعیل دہلوی نے ایک بھرے مجمع سے جو تقریر کی وہ ملاحظہ فرمائیے۔

"میں جانتا ہوں کہ اس (تقو " الایمان) میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے

ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو خفی شرک ہیں شرک جلی لکھ دیا گیا ہے اس وجہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ شورش ضرور پھیلے گی۔" (باغی ہندوستان صفحہ نمبر ۱۱۵)

کچھ بھی ہو اس کتاب سے وہابی دیوبندی اور ان کے سرکار انگریز جو فائدہ اٹھانا چاہتے تھے وہ انھوں نے خوب اٹھایا اور مسلمانوں کے اندر فتنہ و فساد کا ایسا بیج بویا جس کا تلخ و ناگوار پھل مسلمان آج تک کاٹ رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس کے بعد کچھ ایسی غارت گر ایمان کتابیں لکھی گئیں جن کی ایمان سوز کفری عبارات افتراق بین المسلمین کا باعث بنیں اور آج بھی چند ایسے گروہ ہیں جو کہ ان کتب جن میں " حفظ الایمان" " تقویۃ الایمان" " فتاوی رشیدیہ" اور " تحذیر الناس" شامل ہیں کو اس طرح حرز جاں بنائے بیٹھے ہیں کہ گویا وہ وحی الٰہی ہوں اور اب ان میں کسی ترمیم یا تبدیلی کی بالکل گنجائش نہیں۔ حالانکہ اسی حفظ الایمان کتاب میں سرخیل وہابیہ اشرف علی تھانوی نے گستاخی رسول کی وہ شرمناک مثال قائم کی ہے جو آج بھی تاریخ کے سینے پر ایک بدنما داغ کی مانند موجود ہے وہ لکھتا ہے۔

" پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب' اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے حاصل ہے۔"۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اس قسم کی ناپاک جسارت وہی کر سکتا ہے جس کے کان کبھی شرم و حیا جیسے الفاظ سے آشنا تک نہ ہوئے ہوں۔

اس طرح بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے عقائد و نظریات اسلام کے ساتھ ایسا بھونڈا اور گھناؤنا مذاق کیا جس کی مثال اس سے پہلے روئے زمین پر نہیں

ملتی۔ وہ اپنی ملعون کتاب تحذیر الناس میں یوں بکواس کرتا ہے۔

" اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل علم پر روشن تقدیم یا تاخر زمانہ بالذات کچھ فضیلت نہیں۔" (الامان والحفیظ)۔

اس گستاخانہ عبارت نے قصر ختم نبوت میں گویا نقب ڈالنے کا کام انجام دیا اور جھوٹے مدعیان نبوت کے لئے ختم نبوت کے بند دروازے گویا کھول دیے۔

تیسرا مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جو کہ رشید احمد گنگوہی کا دم چھلہ تھا اس نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں اپنے قلم کی جنبش سے ایک ایسی گندی اور پھوہر عبارت سپرد قرطاس کی جو کہ رسول دشمنی کی جیتی جاگتی ننگی تصویر ہے۔ ذرا آوارگی قلم ملاحظہ ہو۔

" شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی' فخر عالم کی وسعت کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے" (نقل کفر کفر نہ باشد) زمین پھٹ کیوں نہیں گئی' آسمان قائم کیسے ہے۔ ایسی ایسی گستاخیاں دیکھنے کے بعد

کہیں " تقویۃ الایمان" میں لکھا کہ " اللہ چاہے تو ایک آن میں کڑوروں محمد پیدا کر دے" کہیں لکھا گیا کہ "کوئی چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے" کہیں لکھا کہ " جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں" یہی وہ گستاخانہ' ملحدانہ اور گمراہ کن عبارات ہیں جنھوں نے خرمن مسلم کے لئے بارود

کا کام کیا ہے اور انہی میں سے اول الذکر تین عبارات پر امام اہلسنت نے ان کے
لکھنے والوں اور تصدیق کرنے والوں پر کفر کا فتوی صادر فرمایا ہے۔

ملت اسلامیہ کی تاریخ کا یہ ایسا دلگداز و عبرت انگیز باب ہے جس کو پڑھ کر ہر
مسلمان کی گردن شرم و غیرت سے جھک جائے گی اور اس کی آنکھیں خون کے آنسو
روئیں گی۔ ہم تو حیران ہیں کہ جب یہ تاریخ کسی ہندو، عیسائی، سکھ اور پارسی کی نگاہ
سے گزرتی ہوگی تو وہ اسلام اور قائدین اسلام کے بارے میں کیا رائے قائم کرتے
ہونگے۔ وہ لوگ تو اسماعیل دہلوی اور اشرف علی تھانوی کی گستاخانہ پالیسی پر دوسرے
قائدین اسلام کو بھی قیاس کرتے ہوں گے۔ اور اس مکروہ اور گندہ آئینے میں تمام ہی
عمائدین اسلام کی تصویر دیکھنا چاہتے ہوں گے۔ کاش! حضرات اخلاف دیوبند ان
واقعات پر نظر ثانی کریں اور ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ وہ زہر کو تریاق کہہ کر شجر
اسلام پر کیسی تیشہ زنی کر رہے ہیں۔ کسی کو مقتدا اور پیشوا مان لینے کے یہ معنی نہیں
ہیں کہ اس کے جرم و خطا کو بھی ثواب و عبادت کا مرتبہ دیا جائے رات کی تاریکی کو
دن کا اجالا اور آگ کے انگارے کو شاداب پھول کہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

اب بھی وقت ہے اے دیوبندیو! تم ٹھنڈے دل سے سوچو کیا تمہارا ضمیر یہ گوارا
کرتا ہے کہ رسول خدا ﷺ چمار سے زیادہ ذلیل اور ذرہ ناچیز سے کمتر ہیں اور
محبوب خدا کا علم گائے، بیل اور جانوروں جیسا ہے۔ ذرا سوچو! تمہارے اکابر اشرف
علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی اور اسماعیل دہلوی نے جو کچھ لکھ دیا وہ پتھر پر لکیر نہیں
ہے۔ خدارا! تم اپنے اور قوم مسلم کے حال پر رحم کھاؤ اور قدرت کی اس گرفت سے
ڈرو جو سب سے زیادہ سخت ہے اور اس کا عذاب دردناک ہے، کیا تم کبھی یہ نہیں
سوچتے کہ آج کی دنیا میں اگر تمہارے چہیتے کو کوئی آنکھ دکھا دے یا انگلی اٹھائے تو تم
لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہو اس لئے نہ کہ وہ تمہارا چہیتا و محبوب ہے پھر تم

نے یہ کیوں نہ سوچا کہ جس کو تم چمار سے زیادہ ذلیل یا گاؤں کا چودھری کہہ رہے ہو
وہ محبوب خدا ہے، کیا تم قہر الہی کو اپنے حق میں چیلنج کر رہے ہو کیا تم نے یہ سمجھ رکھا
ہے کہ تم تو اپنے محبوب کی حمایت میں کوہ آتش فشاں بن سکتے ہو اور غیرت خداوندی
کو تمہاری دریدہ دہنی پر جنبش بھی نہ ہو سکے گی۔ اب بھی وقت ہے کہ تعصب و تنگ
نظری کی گرد کو جھاڑ کر انصاف پسندی اور نیک نیتی سے ان کتابوں کا مطالعہ کرو اور
چند علماء کے نشہ محبت میں سرشار ہونے کی بجائے اگر ممکن ہو تو کبھی عشق رسول
ﷺ کی عینک لگا کر ان کتابوں کا مطالعہ کرو۔ ہو سکتا ہے توفیق الہی تمہارا ساتھ
دے اور تم اپنی ہڈیوں اور بوٹیوں کو عذاب جہنم سے محفوظ رکھ سکو۔

اے پروردگار عالم! اب اس سے بڑھ کر قیامت کی اور کیا نشانی ہوگی کہ تیری
خدائی میں ایسے سرکش اور باغی بھی ہیں جو تیرا رزق کھاتے ہیں اور تیرے ہی محبوب
کو گالیاں دیتے ہیں؟ اے خالق کائنات! اب بات حد سے بڑھ چکی ہے، آج کھلے
بندوں تیرے محبوب کے علم پاک کو جانوروں، پاگلوں، بہائم کے علم جیسا کہا جا رہا
ہے۔ شیطان و ملک الموت کے علم کو نص قرآنی سے ثابت کیا جاتا ہے مگر محبوب
کردگار کہ جس کے لئے گیتی کا فرش سجایا گیا جو وجہ تخلیق کائنات اور وجہ وجود
کائنات ہیں کہ لئے علم غیب ماننے والوں کو مشرک کہا جاتا ہے۔ اے رب قدیر! یہ
کیسا اندھیر ہے کہ نماز میں گائے، بیل کا خیال لانے سے تو نماز ہو جائے مگر تیرے
پیارے محبوب سرکار دو عالم ﷺ کا خیال لانے سے نماز فاسد ہو جائے۔ اے
مالک بحر و بر! یہ وقت تیرے محبوب کے جانثاروں پر کتنا کٹھن اور ان کی عقیدت اور
محبت کا کیسا سنگین امتحان ہے کہ ہم جیتے جی تیرے محبوب کی بارگاہ بے کس پناہ میں
گالیوں کی بوچھاڑ ہوتے دیکھ رہے ہیں آج نہ جانے کتنی ایسی رسوائے زمانہ کتابیں ہیں
جن میں تیرے پیارے محبوب کی عظمت و تقدیس پر حملہ کیا گیا ہے اور نہ جانے

اسلامی لیبل پر کتنے اسٹیج ہیں جن پر دن دہاڑے ناموس رسالت کی بے حرمتی پر شعلہ بار تقریریں کی جاتی ہیں۔

کیسا دردناک سانحہ ہے کہ چند مولویوں کے علم و قلم کی لاج رکھنے کے لئے نہ صرف یہ کہ محبوب خدا کو گالیاں دی جاتی ہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کے درمیان موجود اختلاف کی اس خلیج کو پاٹنے کی بجائے اور گہرا کیا جاتا ہے۔ کاش اے کاش کے یہ گردنیں جو آج اکڑ اکڑ کر محبوب کردگار کو برا بھلا کہنے میں مصروف ہیں آستانہ نبوت پر جھک جاتیں۔

الحمد للہ ہمارا مسلک مسلک اہلسنت و جماعت افراط و تفریط اور غلو کی انتہا پسندی سے بالکل پاک و صاف ہے، پھر بھی آج کل کے بعض فتنہ پرور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق الزام لگاتے ہیں کہ علمائے اہلسنت بھی معاذ اللہ گستاخ رسول ہیں۔ آج ہم ساری دنیائے دیوبندیت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ جہاں چاہے ہمارے اکابر کی عبارات کو بلا کسی تردد و تامل کے پیش کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے اکابر نے جو کچھ کہا ہے وہ یا تو قرآن کی تفسیر ہے، یا حدیث کی شرح ہے، یا پھر اقوال و افعال صحابہ سے اس کی دلیل ملتی ہے۔ علمائے دیوبند کی طرح شریعت میں من مانی تصریف نہیں کی اور نہ ہی بے پرکی اڑائی ہے۔

ہمارے امام نے تو ہم کو یہ سکھایا ہے کہ جس سے اللہ و رسول کی شان میں ادنی توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فورا اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالی ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور

تمہیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہیں آؤں گا۔ جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ..... یہ تو خدا اور رسول کی وصیت ہے جو یہیں موجود ہیں سنیں اور مانیں اور جو یہاں موجود نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ غائبین کو اس سے آگاہ کریں۔ (وصایا شریف صفحہ ۱۸)

ہمارا اس کتاب میں علمائے دیوبند کا تذکرہ کرنے کا مطلب ان کی توصیف یا ستائش ہرگز نہیں بلکہ ہمارا مطمح نظر دنیا کو یہ بتانا ہے کہ جس احمد رضا کو آج کل کے وہابی دیوبندی مشرک، کافر، بدعتی اور نا جانے کیا کیا کہتے ہیں ان کے اکابر اور ان کے گرو اس احمد رضا کے بارے میں کیا رائے رکھتے تھے۔ یہ ہمارے امام کی شان ہے کہ اپنے تو اپنے غیر اور غیر بھی ایسے کہ جو ہر وقت ہمارے امام کے خنجر خونخوار کے زیر عتاب رہتے تھے وہ بھی ہمارے امام کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

اپنے تو پھر اپنے ہیں اپنوں کا ذکر کیا
اغیار کی زباں پر بھی چرچا تمہارا ہے

الحمد للہ ہم آج بھی اپنے امام احمد رضا کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ اور رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی اور خلیل احمد انبیٹھوی جن پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب "حسام الحرمین" میں کفر کا فتوی صادر کیا ہے کو کافر مانتے ہیں۔ اور ان تمام دیوبندیوں کو جو کہ اپنے ان اکابر کی گستاخانہ عبارات پر مطلع ہونے کے باوجود انہیں اپنا پیشوا اور رہبر تسلیم کرتے ہیں گمراہ مانتے ہیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت اس رسالے کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی ۴۶ ویں کڑی کے طور پر شائع کر رہی ہے جمعیت فاضل مصنف سے معذرت خواہ ہے کہ چند ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس رسالہ کی اشاعت مسلسل تعطل کا شکار ہوتی رہی ہم دعا کرتے

ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے و طفیل مصنف کی
عمر میں علم میں رحمت و برکت عطا فرمائے اور انہیں تادیر اسی طرح مسلک اعلیٰ
حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ قارئین کی سہولت کے لئے حوالہ
جات کتاب کے آخر میں نقل کیے گئے ہیں۔

اے رب قدیر! ہم تیرے امتحان کے قابل نہیں اپنی عجز و ناتوانی کا احساس رکھتے
ہوئے ہم تیری بارگاہ عدالت میں عہد و پیمان کرتے ہیں کہ ہم عمر کے آخری لمحہ تک
تیرے اور تیرے رسول کے دشمنوں پر نفرین و ملامت کرتے رہیں گے اور ان کی ہر
گستاخ و بے ادب تحریر و تقریر کا دندان شکن جواب دیتے رہیں گے تو ہمیں اس راہ
میں استقلال و استحکام عطا فرما اور ہمارے سینے کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی
محبت کا گنجینہ بنا دے۔

اے علیم و خبیر! تو دلوں کے بھید جاننے والا ہے، تو جانتا ہے کہ ہمارا یہ اختلاف
زر یا زمین کی بنیاد پر نہیں، جائیداد یا دولت کے پیش نظر نہیں، محض تیرے محبوب کی
بارگاہ میں وفاداری کا سوال ہے جو تیرا اور تیرے رسول کا ہے وہ ہمارے گلے کا ہار
ہے اور جو تیرے مصطفیٰ کا باغی ہے اس سے ہمیں کوئی رشتہ و تعلق نہیں ہمارا تو یہ
طرہ امتیاز ہے۔

اپنا عزیز وہ ہے جسے تو عزیز ہے
ہم کو ہے وہ پسند جسے آئے تو پسند

سگان غوث و رضا

اراکین جمعیت اشاعت اہلسنت

پیش لفظ

از فاتح وہابیت جناب سید تبسم بادشاہ بخاری

یہ سوچ کر آنکھ سے اشک نہیں، قطرہ لہو ٹپک پڑتا ہے کہ اہل سنت و جماعت
کے معطر اور لہلہاتے گلشن پر چہار جانب سے طرح طرح کی بد عقیدگی اور گمراہی و
ضلالت کی چلتی ہوئی بے محابا زہریلی ہوائیں اس کی بہاروں کو دھیرے دھیرے چاٹتی
چلی جارہی ہیں مگر اس کے باغباں احساس تحفظ سے بے نیاز اور انجام سے بے خبر اپنی
اپنی مصلحتوں کا شکار ہو کر چپ سادھے اس کے اجڑنے کا نظارہ کر رہے ہیں۔ کچھ
حضرات صلح کلیت کی بین بجا رہے ہیں جس کی مسحور کن آواز پر معاندین کے بڑے
بڑے "ناگ" جھومتے نظر آتے ہیں۔ ان صلح کل حضرات کے متبعین پر بھی جادو چل
چکا ہے۔ اتحاد بین المسلمین اور فرقہ پرستی کا خاتمہ کردینے کے نام نہاد علمبردار حلال و
حرام ایک ہنڈیا میں پکانے کے درپے ہیں، خانقاہی نظام بگڑتا چلا جارہا ہے۔ دولت کی
ریل پیل ہے۔ تبلیغ ٹھپ ہے۔ صاحبزادگان و پیرزادگان (استثناء لازم) سنتوں کے
تارک اور فرائض و واجبات سے غافل ہیں۔ انکساری و عاجزی کی جگہ کبر و غرور نے
لے لی ہے۔ صدق و اخلاص پر نمائش و نمود کا پردہ پڑتا جارہا ہے۔ ایک طرف
رافضیت کا عفریت جبڑے کھولے گھات لگائے کھڑا ہے، دوسری طرف وہابیت کا ناگ
پھن پھیلائے تاک میں بیٹھا ہے ادھر غیر مقلدیت و خارجیت کے جھینگر لباس سنیت کو
چاٹنے کے لئے تیار ہیں، ادھر مرزائیت کے بے رحم بھیڑیئے اس کو نگلنے کے لئے منہ
کھولے پھر رہے ہیں۔ رہی سہی کسر جدید تعلیم کے دلدادگان نے نکال دی ہے جو
اسلامی تعلیمات سے بیزار و متنفر ہیں اور قرآن و حدیث کی بنیادی تعلیمات کو "بنیاد
پرستی" کا نام لے کر اس کو امت مسلمہ کے لئے (معاذ اللہ) زہر قرار دے رہے ہیں
یہی وہ طوفان بدتمیزی ہے جہاں ایک مسلمان کو اپنا ایمان بچانا بھی مشکل ہوگیا ہے۔

اس دور کا سب سے بڑا اور خطرناک فتنہ دیوبندیت کا ہے جنہیں وہابی کہا جاتا ہے
اس لئے کہ اس طبقہ نے بظاہر سنیت ہی کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے یعنی ہم رنگ زمین
جال بچھا رکھا ہے جس میں یہ بڑی آسانی سے اپنا شکار پھانس لیتے ہیں۔ ان کی سرکوبی

کے لئے ہر فرعون، راموسی کے مصداق اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے بریلی شریف کے اندر ایک مرد حق کا وجود مسعود پیدا فرمایا جس نے ڈٹ کر ان کے باطل نظریات کی بیخ کنی کی اور حق کی تابناکی و آبداری میں اضافہ کیا۔ علمی و دینی بصیرت سے بے بہرہ و ناآشنا طبقہ آج ان پر ناحق الزام تراشیوں میں مصروف ہے گویا چراغ مردہ نور آفتاب سے مصروف پیکار ہے۔

صد حیف! کہ جس امام اہل سنت کی دھاک عرب و عجم میں بیٹھی ہوئی ہے، جس کی زندگی ایک ایک لمحہ عشق مصطفیٰ ﷺ میں بسر ہوئی ۲ اسے بے دھڑک مشرک اور بدعتی کہہ دیا جاتا ہے۔ زیر نظر مقالہ ایسے ہی لوگوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔

یہ مقالہ محترم جناب سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ کی ضخیم کتاب "امام احمد رضا مخالفین کی نظر میں" کا ایک باب ہے۔ انھوں نے سن ۱۹۸۶ء میں یہ کتاب ترتیب دی اس پر ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب (ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی) نے تقدیم رقم فرمائی۔ یہ تقدیم آپ کی تصنیف آئینہ رضویات جلد اول مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۹ء میں شائع ہوچکی ہے۔

مصنف نے کتاب پر نظر ثانی کرتے ہوئے کچھ مزید اضافہ کیا اور اس کو پندرہ ابواب میں تقسیم کر کے دوبارہ مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ کی خدمت میں ارسال کر دی تاکہ تقدیم پر بھی نظرثانی ہو جائے۔ آپ نے تقدیم پر نظرثانی فرماتے ہوئے کتاب کی اہمیت اور واضح کر دی (یہ تقدیم ہنوز غیر مطبوعہ ہے)۔

کتاب کے اس باب "امام احمد رضا علمائے دیوبند کی نظر میں" کو ادارائے تحقیقات امام احمد رضا کراچی نے اپنے سالنامہ معارف رضا سن ۱۹۹۱ء کے انٹرنیشنل ایڈیشن کی زینت بنایا۔ اس کے علاوہ ماہنامہ "القول السدید" لاہور نے اس مقالے کو قسط وار اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچایا۔ ماہنامہ "نور الحبیب" بصیر پور (اوکاڑہ) نے بھی قسط وار شائع کیا۔

حال ہی میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن (انڈیا) کے ریسرچ اسکالر جناب عتیق اقبال صاحب نے اسی مقالے کی تلخیص روزنامہ رہنمائے دکن حیدر آباد (انڈیا) ۱۴ اگست سن ۱۹۹۳ء کی خصوصی اشاعت میں شائع کرائی۔

مقالے کی اہمیت کے پیش نظر ادارہ جمیعت اشاعت اہلسنت پاکستان اب اس کو کتابی صورت میں قارئین کی نذر کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش وسعی کو قبولیت کے درجے سے ہمکنار فرمائے۔

مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے "شہاب ثاقب" میں، فردوس شاہ قصوری نے "چراغ سنت" میں، ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی دیوبندی نے "مطالعہ بریلویت" میں اسی طرح مختلف رسائل دھماکہ چہل مسئلہ وغیرہ میں دیانت و شرافت سے بے نیاز ہوکر امام احمد رضا علیہ الرحمتہ پر مختلف قسم کے الزامات ناحق عائد کئے گئے ہیں۔ زیر نظر مقالہ میں دیوبندی مذہب کی تقریبا ۵۶ اہم شخصیات کے تاثرات سے تمام الزامات بے بنیاد ثابت ہوکر خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے۔ اور روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی امام احمد رضا بریلوی فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے، وہ صرف "دشمن احمد پر شدت کیجئے" کے قائل تھے، تکفیر کے معاملہ میں بے حد محتاط تھے، انگریزوں کے سخت مخالف تھے، انھوں نے فتنہ رفض کے انسداد میں بہت مؤثر کام کیا، ان کا ترجمہ قرآن اپنے ہم عصر مترجمین کے ترجموں سے کہیں بہتر اور افضل ہے، عشق رسول اللہ ﷺ نے ان کو علمی و دینی اور فکر و فن کے بے شمار پہلوؤں کی بلندیوں پر پہنچایا، وہ حرمت سجدہ تعظیمی کے قائل تھے (اس موضوع پر انھوں نے ایک کتاب (الزبدۃ الزکیہ لتحریم سجود التحیہ تصنیف فرمائی) مخالفین کا یہ کہنا کہ "ان کے استاد قادیانی تھے" یہ کذابوں کا بہت بڑا کذب ہے قادیانیت کے رد میں آپ کی کتب شاہد عدل ہیں، اور ان تاثرات سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی درحقیقت وہ بدعات و منکرات کا رد بلیغ فرمانے والے تھے، لہٰذا ان پر تمام الزام تراشیاں محض کسی اور معاندانہ جذبے کے تحت ہیں۔

اختتام گفتگو پر تبرکا امام اہل سنت غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی الرحمہ کی ایک عبارت نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"دیوبندی مبلغین و مناظرین اعلیٰ حضرت مولینا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کے ہم خیال علماء کی بعض عبارات بزعم خود قابل اعتراض قرار دے کر پیش کیا کرتے ہیں۔ اس کے متعلق سردست اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر نی

الواقع علماء اہلسنّت کی تکفیر کرتے جیسا کہ علمائے اہل سنت نے علمائے دیوبند کی عبارات کفریہ کی وجہ سے تکفیر فرمائی۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دیوبندیوں کا کوئی عالم آج تک اعلیٰ حضرت یا ان کے ہم خیال علماء کی کسی عبارت کی وجہ سے تکفیر نہ کرسکا، نہ کسی شرعی قباحت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دے سکا" (الحق المبین صفحہ ۴۵، مکتبہ فریدیہ، ساہیوال)

قارئین اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ صریح کفریہ عبارت کی موجودگی میں فتویٰ کفر عائد نہ کرنا احتیاط ہرگز نہیں بلکہ احتیاط یہی ہے کہ صریح کفریہ عبارت پر فتویٰ کفر دیا جائے ورنہ بقول مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی در بھنگی فتویٰ نہ دینے والا عالم خود کافر ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے "اشد العذاب"

اللہ تعالیٰ جل مجدہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے طفیل گمراہوں کو ہدایت بخشے اور ہم سب اہل ایماں کو صراط مستقیم پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

احقر العباد تبسم بخاری عفی عنہ

۸ محرم الحرام سن ۱۴۱۵ھ

۱۹ جون سن ۱۹۹۴ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام احمد رضا بریلوی علمائے دیوبند کی نظر میں

ستم ظریفی کی انتہا ہے اعلیٰ حضرت مولانا محمد احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ دنیائے اسلام کی جتنی عظیم الشان شخصیت تھی اتنا ہی زیادہ ظلم اور ناانصافی ان کے ساتھ روا رکھی گئی۔

اس ظلم اور ناانصافی میں نہ صرف بیگانے بلکہ اپنے بھی برابر کے شریک ہیں۔ بیگانوں کے ظلم و ستم کا شکار کون نہیں ہوتا، مگر رونا اور افسوس تو اپنوں کے ظلم و ستم کا ہے۔ اپنوں نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ سے اپنی عقیدت و محبت کا دعویٰ تو کیا مگر آپ کا عوام و خواص میں کماحقہ تعارف نہ کرایا اور اگر مختصر تعارف کرایا بھی تو ایسا نہ کرایا جو وقت اور زمانے کا اقتضا تھا۔ ان پر کتابیں لکھنا تو درکنار خود ان کی اپنی تصانیف بھی زیور طباعت سے آراستہ کر کے منصہ شہود پر نہ لائی گئیں۔ الغرض اپنوں کی خاموشی کے ماحول نے بیگانوں کے لئے فضا اور سازگار بنا دی، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جو جتنا بڑا ہوتا ہے اس کے مخالفین بھی اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں چنانچہ مخالفین نے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی علمی شخصیت کو مسخ کرنے کی ایک منظم تحریک چلا دی۔ آپ کا صحیح حلیہ اور علمی و فقہی شجرہ طاق نسیاں میں رکھ کر تہمتوں، دشنام طرازیوں اور بے بنیاد الزامات کے انبار لگا دیئے۔ مشہور کیا گیا کہ وہ ایک نئے فرقے کے بانی تھے، وہ مکفر المسلمین تھے، انہوں نے بدعتوں کو عام کیا، وہ انگریزوں کے ایجنٹ تھے وغیرہ وغیرہ۔

صرف الزامات ہی پر صبر نہیں کیا گیا بلکہ دل کھول کر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ پر سب و شتم اور گالیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ ایک مشہور دیوبندی عالم نے تو اپنی ایک کتاب میں چھ سو چالیس گالیاں لکھ کر اور شائع کر کے گالیوں کا عالمی ریکارڈ قائم کر لیا۔ (☆۱)

اس طرح اعلیٰ حضرت کی عظیم عبقری شخصیت اپنوں کی سرد مہری اور اغیار کے عناد و حسد کا شکار ہو کر رہ گئی۔ آپ کی علمی کاوشوں پر دبیز پردے پڑتے چلے گئے۔ بد گمانیوں اور الزام تراشیوں کے غبار میں نا آشنا قسم کے اہل علم تک آپ کی شخصیت

مشتبہ ہو کر پہنچی۔ یہی وجہ اور المیہ ہے کہ اہل علم چودھویں صدی کی جامع العلوم و الکمالات اور سچے عاشق رسول ﷺ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے حق میں کلمہ خیر کہنا تو کجا سننا بھی پسند نہیں کرتے تھے بلکہ متنفر ہو جاتے تھے۔ آپ کے مخالفین خوشی سے جامہ میں پھولے نہ سماتے تھے کہ ہم نے اس عظیم عبقری شخصیت کے فضائل و مناقب کو زائل کر کے ان کے عظیم کارناموں پر پانی پھیر کر ایک عظیم کام سرانجام دیا ہے۔

اپنے حیران و پریشان ہوئے کہ ہم نے اپنی عظیم شخصیت کو کیوں نظرانداز کیا، ان کے دینی، علمی، فکری اور فنی کارناموں سے دنیائے اسلام کو کیوں نہ متعارف کرایا، ہم نے یہ سراسر ناانصافی اور ظلم کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ جیسی مظلوم اور کشتۂ اغیار شخصیت کے وصال باکمال کے تقریباً ۵۵ برس بعد اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوئے کہ جب تک اعلیٰ حضرت کے اصل علمی کارنامے اور آپ کے بادی میدان کا تعین نہ کیا جائے اس وقت تک آپ کی زندگی اور کارناموں کو سمجھنا بے حد دشوار ہے۔

مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ عالی، فخر السادات علامہ سید ریاست علی قادری مد ظلہ عالی، حکیم اہل سنت حکیم موسیٰ امرتسری مد ظلہ عالی اور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں مد ظلہ عالی (سرپرست المیزان بمبئی) اور چند دیگر علمائے کرام نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ جیسی جامع الصفات شخصیت کو جس احسن انداز سے متعارف کرایا ہے پوری دنیائے اسلام ان کی احسان مند ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ہزار بار بھی اگر انکار کیا جائے اور زبان بندی کی کوشش کی جائے تو یہ عین ممکن ہے کہ زبانوں پر تالے چڑھادئے جائیں لیکن حقیقتوں کو انکار سے بدلا نہیں جا سکتا وقتی طور پر پردہ ڈالنے میں کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے لیکن دبیز تہہ چڑھانے کے باوجود بھی واقعات و حقائق کو مٹایا نہیں جا سکتا۔ مخالفین کے مکروہ پروپیگنڈہ کے باوجود حقیقت نہ مٹ سکی اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے خلاف شرک و بدعت کے الزامات بے سروپا افسانے معلوم ہوئے۔ اب تو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے فضل و کرم سے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ پر کام کی رفتار پورے عروج پر

ہے۔ ملک و بیرون ملک محققین برابر متوجہ ہو رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق دنیا بھر کی بتیس سے زائد یونیورسٹیوں میں کام ہو رہا ہے۔ بعض جگہ علمی و تحقیقی کام ہو چکا ہے اور کئی اسکالرز اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر پی ایچ ڈی کر چکے ہیں اور کئی کر رہے ہیں۔ (☆ ۲)

الحمد للہ آج دنیا کا گوشہ گوشہ ذکر رضا قدس سرہ سے معمور ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی سینکڑوں تصانیف نئی آب و تاب کے ساتھ منظرعام پر آ رہی ہیں۔ اہل علم ان کتابوں سے راہنمائی حاصل کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کی شخصیت، احوال اور آپ کے علوم و فنون پر ہزاروں کتابیں چھپ کر پھیل رہی ہیں، رسائل و اخبارات کے خصوصی نمبر امام اہل سنت قدس سرہ کو ہدیہ تحسین پیش کرنے میں پیش پیش ہیں۔

مخالفین ورطہ حیرت میں پڑ گئے کہ ہم نے تو مکروہ پروپیگنڈہ سے اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی عظمت و رفعت کا نام و نشان مٹا دیا تھا، ان کے علم و فضل کا چرچا از سر نو شروع ہو گیا ہے اور دنیا کے تقریباً ہر کونے میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حیات و افکار پر اب تک ایک ہزار سے زائد مقالے و مضامین اخبارات و رسائل کی زینت بن چکے ہیں۔ (☆ ۳)

۱۹۸۳ء تک تقریباً ڈیڑھ سو سے زائد مقالات و مضامین علیحدہ کتابی صورت میں منصہ شہود پر آ چکے تھے۔ اور اب تو آپ پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد ہزار سے بھی تجاوز کر چکی ہوگی۔ (☆ ۴)

مختصر عرصہ میں آپ پر اتنی تیزی سے اتنا کچھ لکھا گیا کہ اس کا احاطہ کرنا محال ہے ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ بہت تحقیق ہوئی ہے اور ہو رہی ہے، تحقیق و تدقیق کی اس دوڑ میں کئی حیرت انگیز معلومات معرض وجود میں آئی ہیں۔ بیس سال پہلے تحقیق سے معلوم ہوا تھا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ۵۵ علوم و فنون پر مہارت رکھتے تھے، مزید تحقیق سے یہ پتہ چلا کہ آپ ۷۰ سے بھی زیادہ علوم پر مہارت رکھتے تھے اور اب جدید تحقیق انیق سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ ۱۰۳ علوم و فنون پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ (☆ ۵)

ہر علم و فن پر آپ کی ایک ہزار سے زائد مبسوط تصانیف موجود ہیں، تمام تصانیف علوم و معارف کا سرچشمہ ہیں، بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہ ان چند با کمال، بے مثال بزرگان ملت اور صاحب عرفان اکابر میں سے ایک تھے جو کئی صدیوں بعد ہی کسی ملک میں پیدا ہوتے ہیں اور جن کے فیوض و برکات سے عوام و خواص تا قیامت مستفید ہوتے رہتے ہیں۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ چودھویں صدی کے وہ رجل رشید ہیں جن پر دنیائے اسلام کو بھرپور اعتماد اور کامل فخر و ناز تھا، آپ کی حق گوئی، بے باکی، احیاء سنت اور اماتہ بدعت ایسی گراں قدر خدمات ہیں جو ناقابل فراموش ہیں۔ آپ کی جامعیت اور پہلودار شخصیت پر تبصرہ کرتے ہوئے ماہر رضویات مسعود ملت پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ فرماتے ہیں۔

"امام احمد رضا قدس سرہ کی شخصیت پہلودار شخصیت ہے، ایسی پہلودار شخصیت انیسویں اور بیسویں صدی عیسویں میں نظر نہیں آتی ...... وہ مفسرین کے لئے بھی قائد ...... وہ محدثین کے لئے بھی قائد ...... وہ فقہاء کے لئے بھی قائد ...... وہ علماء کے لئے بھی قائد ...... وہ سیاستدانوں کے لئے بھی قائد ...... وہ معاشین کے لئے بھی قائد ...... وہ محققین کے لئے بھی قائد ...... وہ ادیبوں کے لئے بھی قائد ...... وہ شعراء کے لئے بھی قائد ...... وہ مزدوروں کے لئے بھی قائد ...... وہ غریبوں کے لئے بھی قائد ہیں۔ الغرض ان کی شخصیت ہر شعبہ زندگی پر چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شعبہ زندگی اور ہر مسلک فکر سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں دانشوروں نے امام احمد رضا قدس سرہ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔" (☆٦)

آپ کے فضائل علمیہ کو پہلے ہی عرب و عجم کے نامور علمائے کرام نے تسلیم کر لیا تھا اور آپ کے حضور شاندار خراج عقیدت پیش کیا تھا۔ (☆٧)

اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی علمی و روحانی شخصیت سے دبیز تہوں کو ہٹا کر آپ کے علمی کارناموں کو جب اپنوں سے نکال کر بیگانوں تک پہنچایا گیا تو وہ بھی حیران و ششدر رہ گئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عظمت کو تسلیم کر لیا، تحسین کی نگاہ سے دیکھا، ہر مکتبہ فکر کے علماء، ادباء اور شعراء نے آپ کو عظیم القابات سے نوازا۔ تحقیق

کے مطابق نہ صرف اپنوں بلکہ غیروں مثلاً جماعت اسلامی، دیوبندی، اہل حدیث، اہل تشیع اور غیر مسلم مفکرین نے بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی عبقری شخصیت کے دینی، علمی اور فکری و فنی کارناموں کو سراہا اور آپ کے حضور شاندار خراج تحسین پیش کیا۔

اپنے تو پھر بھی اپنے ہیں اپنوں کا ذکر کیا
اغیار کی زباں پہ بھی شہرہ تمہارا ہے

پیش نظر مقالے میں چند تاثرات و خیالات علمائے دیوبند کے بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کئے جا رہے ہیں جن سے ہر منصف مزاج، حق شناس پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حقانیت و صداقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

دیوبندی حضرات کی خدمت میں دردمندانہ اپیل ہے کہ دل سے بغض و عناد کے جلتے انگاروں کو اور تعصب و تنگ نظری کی بلا کو ذہن سے نکال کر اپنے اکابرین کے قلمی کارناموں کا مطالعہ بنظر انصاف کریں اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کی عظیم شخصیت کو بدنام کرنے سے باز رہیں۔

اگر انصاف دنیا سے رخصت نہیں ہوا تو ملت اسلامیہ کے حساس طبقہ، علم دوست اور اہل دیانت سے نہایت ہی جگر سوزی کے ساتھ گزارش ہے کہ وہ تاریخ کے اس مظلوم اور کشتہ اغیار عبقری کے ساتھ انصاف کریں۔

اس مقالے میں میری حیثیت صرف مرتب کی ہے۔ میں نے اس کی تشریحات و توضیحات میں جانے کی بالکل کوشش نہیں کی اور نہ ہی اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔ علمائے دیوبند کے تاثرات و خیالات چشم حیرت سے پڑھنے کے قابل ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی

مولانا غلام یزدانی صاحب (فاضل مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا) خطیب جامع مسجد گوندل منڈی اٹک نے راقم الحروف کو مولانا اشرف علی تھانوی کا واقعہ سنایا تھا کہ حضرت کی محفل میں کسی آدمی نے بر سبیل تذکرہ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کا نام بغیر مولانا صرف احمد رضا خان کہا تو حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نے اسے خوب ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ وہ عالم ہیں اگرچہ اختلاف رائے ہے۔ تم منصب کی بے احترامی کرتے ہو یہ کس طرح جائز ہے۔ ان کی توہین اور بے ادبی کیونکر جائز ہے؟

نوٹ : بالکل اس سے ملتا جلتا بیان قاری محمد طیب نے اپنے مقالے "علمائے کرام کی تذلیل کسی صورت میں جائز نہیں" کے صفحہ نمبر ۵ پر لکھا ہے(☆ ۸)

حضرت والا (تھانوی صاحب) کا مزاج باوجود احتیاط فی المسلک کے اس قدر وسیع اور حسن ظن لئے ہوئے ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی (قدس سرہ) ..... کے بھی برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر دیر تک حمایت فرمایا کرتے تھے اور شد و مد کے ساتھ رد فرمایا کرتے تھے کہ ممکن ہے ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول (ﷺ) ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ گستاخ سمجھتے ہوں۔ (☆ ۹)

حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم و مغفور کے وصال کی اطلاع حضرت تھانوی کو ملی تو حضرت نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا :

"فاضل بریلوی نے ہمارے بعض بزرگوں یا ناچیز کے بارے میں جو فتوے دیے ہیں وہ حب رسول ﷺ کے جذبے سے مغلوب و مجوب ہو کر دیے ہیں اس لئے انشاء اللہ تعالی عند اللہ معزز اور مرحوم و مغفور ہوں گے۔ میں اختلاف کی وجہ سے خدانخواستہ ان کے متعلق تعذیب کی بد گمانی نہیں کرتا"۔ (☆ ۱۰)

مولانا تھانوی نے فرمایا : میرے دل میں احمد رضا کے لئے بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول (ﷺ) کی بنا پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔ (چٹان لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۶۲) (☆ ۱۱)

مفتی محمد حسن صاحب

محمد بہاء الحق قاسمی عرض کرتا ہے کہ میرے شفیق استاد مولانا مفتی محمد حسن صاحب خلیفہ اعظم حضرت تھانوی نے بار بار مجھ سے فرمایا کہ حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔(☆ ۱۲)

مفتی محمد شفیع کراچوی

ایک واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا' فرمایا : جب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو مولانا اشرف علی

تھانوی کو کسی نے آ کر اس کی اطلاع کی' مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیے، جب وہ دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے پوچھا وہ تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں' فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول (ﷺ) کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (☆ ۱۳)

مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی

اس میں کلام نہیں کہ مولانا احمد رضا خان کا علم بہت وسیع تھا (ہفت روزہ "ہجوم" نئی دہلی امام احمد رضا نمبر ۲ دسمبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۶ ک ۴) (☆ ۱۴)

مولوی محمد ادریس کاندھلوی

میں نے صحیح بخاری کا درس مشہور دیوبندی عالم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم و مغفور سے لیا ہے' کبھی کبھی اعلیٰ حضرت کا ذکر آجاتا تو مولانا کاندھلوی فرمایا کرتے۔ "مولوی صاحب"! (اور یہ مولوی صاحب ان کا تکیہ کلام تھا) مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو انہی فتووں کے سبب ہو جائے گی" اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ احمد رضا خان! تمہیں ہمارے رسول (ﷺ) سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تو نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول (ﷺ) کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی" (☆ ۱۵)

مولوی اعزاز علی دیوبندی

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم و عقائد سے ہمیں کوئی تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ احمد رضا خان بریلوی ہے کیونکہ میں نے مولانا احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک کافر' بدعتی اور مشرک کہتے رہے ہیں' بہت وسیع النظر اور بلند خیال' علو ہمت' عالم دین صاحب فکر و نظر پایا ہے۔ آپ کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں لہذا میں آپ کو مشورہ دوں

گا اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ جات میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی سے جا کر تحقیق کریں۔ (رسالہ النور تھانہ بھون ص ۴۰ شوال المکرم ۱۳۴۲ھ) (☆۱۶)

مولوی شبیر احمد عثمانی

مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیونکہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے مولانا احمد رضا خان کی رحلت عالم اسلام کا ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ (رسالہ ہادی دیوبند ص ۲۰ ذوالحجہ ۱۳۲۹ھ) (☆۱۷)

مولوی محمد انور شاہ کشمیری

جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث کی شروح لکھ رہا تھا تو حسب ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت درپیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہل حدیث حضرات و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خان بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہوگیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں تو واقعی بریلوی حضرات کے سرگروہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خان صاحب ایک زبردست عالم دین اور فقیہہ ہیں۔ (رسالہ دیوبند ص ۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ) (☆۱۸)

قاضی اللہ بخش

لیاقت پور ضلع رحیم یار خان میں مقیم مولوی قاضی اللہ بخش صاحب فرماتے ہیں کہ "جب میں دارالعلوم دیوبند میں پڑھتا تھا تو ایک موقع پر حاضر و ناظر کی نفی میں مولوی انور شاہ کشمیری صاحب نے تقریر فرمائی۔ کسی نے کہا کہ مولانا احمد رضا خان تو کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ حاضر و ناظر ہیں، مولوی انور شاہ کشمیری نے ان سے نہایت سنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ پہلے احمد رضا تو بنو پھر یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔" (☆۱۹)

مولوی سید سلیمان ندوی

اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا صاحب بریلوی کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ ہو کر رہ گئیں، حیران تھا کہ واقعی یہ کتابیں مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں مگر آج پتہ چلا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاد مکرم جناب مولانا شبلی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں کے اندر ہے (ماہنامہ ندوہ اگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷) (☆۲۰)

مولوی محمد شبلی نعمانی

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خان صاحب کے سامنے پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے اس احقر نے بھی آپ کی متعدد کتابیں دیکھیں ہیں جن میں احکام شریعت اور دیگر کتابیں بھی دیکھیں ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ "الرضا" بریلی سے نکلتا ہے جس کی چند قسطیں بغور خوض دیکھیں ہیں جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔ (رسالہ الندوہ اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۱۷) (☆۲۱)

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی

اگر خان صاحب (اعلیٰ حضرت) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے، جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لئے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا، اگر وہ مرزا اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں خواہ وہ لاہوری ہوں یا قدنی (قادیانی) وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو

کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ (☆ ۲۲)

مولوی ابو الکلام آزاد

مولانا احمد رضا خان ایک سچے عاشق رسول ﷺ گذرے ہیں۔ میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو۔ (تحقیقات از مفتی شریف الحق امجدی مکتبہ الحبیب مسجد اعظم الہ آباد) (☆ ۲۳)

شاہ معین الدین ندوی

مولانا احمد رضا خان مرحوم صاحب علم و نظر علماء و مصنفین میں تھے۔ دینی علوم خصوصا فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع و گہری تھی' مولانا نے جس قدر نظر اور تحقیق کے ساتھ علماء کے استفسارات کے جوابات تحریر فرمائے ہیں اس سے ان کی جامعیت' علمی بصیرت' قرآنی استحضار' ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے' ان کے عالمانہ و محققانہ فتاوی مخالف و موافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں (ماہنامہ معارف اعظم گڑھ ستمبر ۱۹۴۹ء) (☆ ۲۴)

غلام رسول مہر

احتیاط کے باوجود نعت کو کمال تک پہنچانا واقعی اعلی حضرت کا کمال ہے۔ (۱۸۵۷ء کے مجاہد ص ۲۱۱) (☆ ۲۵)

عطاء اللہ شاہ بخاری

تحریک ختم نبوت کے دوران قاسم باغ قلعہ کہنہ ملتان میں ایک جلسہ عام سے امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں فرمایا :

بھائی یہ بات ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب قادری کا دماغ عشق رسول (ﷺ) سے معطر تھا اور اس قدر غیور آدمی تھے کہ ذرہ برابر بھی توہین الوہیت و رسالت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے' پس جب انہوں نے ہمارے علمائے دیوبند کی کتابیں دیکھیں تو ان کی نگاہ علمائے دیوبند کی بعض ایسی عبارات پر پڑیکہ جن میں سے انہیں توہین رسول (ﷺ) کی بو آئی۔

اب انہوں نے محض عشق رسول (ﷺ) کی بناء پر ہمارے ان دیوبندی

علماء کو کافر کہہ دیا اور وہ یقینا اس میں حق بجانب ہیں۔ اللہ تعالی کی ان پر رحمتیں ہوں۔ آپ بھی سب مل کر کہیں "مولانا احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ" سامعین سے کئی مرتبہ "رحمتہ اللہ علیہ" کے دعائیہ کلمات کہلوائے۔ (☆ ۲۶)

مولوی حسین علی واں . بھچروی

مولانا محمد منظور نعمانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولانا (حسین علی واں . بھچروی' استاذ مولوی غلام اللہ خان راولپنڈی) [illegible] خاص پنجابی انداز میں (مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کے بارے میں فرمایا) کہ :

معلوم ہوتا ہے' یہ بریلی والا پڑھا لکھا تھا' علم والا تھا۔ (☆ ۲۷)

مولوی محمد بہاء الحق قاسمی

ماضی قریب کے مشاہیر میں سے جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی اگرچہ بعض افراد و اشخاص کی تکفیر کے باب میں نزاکت احساسات یا شدت جذبات کی وجہ سے فقہی معیار کا توازن قائم نہیں رکھ سکے تاہم آپ بھی اصولی حیثیت سے معیار تکفیر کے تعین میں فقہاء امت کے ہمنوا تھے۔ (☆ ۲۸)

مولوی خلیل الرحمن سہارنپوری

۱۳۰۲ھ میں مدرستہ الحدیث پیلی بھیت کے تاسیسی جلسہ میں علمائے سہارنپور' لاہور' کانپور' جونپور' رام پور' بدایوں کی موجودگی میں محدث سورتی کی خواہش پر اعلی حضرت نے علم الحدیث پر متواتر تین گھنٹوں تک پر مغز و مدلل کلام فرمایا' جلسہ میں موجود علمائے کرام نے ان کی تقریر کو استعجاب کے ساتھ سنا اور کافی تحسین کی۔

مولانا خلیل الرحمن بن مولانا احمد علی سہارنپوری نے تقریر ختم ہونے پر بیساختہ اٹھ کر اعلیٰ حضرت کی دست بوسی کی اور فرمایا اگر اس وقت والد ماجد ہوتے تو وہ آپ کے تبحر علمی کی دل کھول کر داد دیتے۔ اور انہیں اس کا حق بھی تھا' محدث سورتی اور مولانا محمد علی مونگری (بانی ندوۃ العلماء لکھنؤ) نے بھی اس کی تائید فرمائی۔ (مقالہ از مولانا محمود احمد قادری مصنف تذکرہ علمائے اہل سنت ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور ۱۹۷۷ء) (☆ ۲۹)

حکیم عبد الحئی رائے بریلوی

ولادت دوشنبہ شوال ۱۲۷۲ھ بریلی' اپنے والد سے علم حاصل کیا اور ان کے ساتھ ایک مدت تک استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ علم میں مہارت حاصل کر لی اور بہت سے فنون بالخصوص فقہ اصول میں اپنے ہمعصروں پر فائق ہوگئے۔ تحصیل علم سے ۱۲۸۶ھ میں فارغ ہوئے۔ (ترجمہ ص ۳۸ جلد ثامن نزہتہ الخواطر مطبوعہ دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد ۱۹۷۰ء) (☆۳۰)

مولوی عبد الباقی صاحب

صوبہ بلوچستان کے مشہور دیوبندی عالم مولوی عبد الباقی صاحب' پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کے نام ایک مکتوب میں یوں اعتراف کرتے ہیں۔

"واقعی اعلیٰ حضرت مفتی صاحب قبلہ اسی منصب کے مالک ہیں مگر بعض حاسدوں نے آپ کا صحیح حلیہ اور علمی تبحر طاق نسیاں میں رکھ کر آپ کے بارے میں غلط اوہام پھیلا دیا ہے' جس کو نا آشنا قسم کے لوگ سن کر صید وحشی کی طرح متنفر ہو جاتے ہیں اور ایک مجاہد عالم دین' مجدد وقت ہستی کے بارے میں گستاخیاں کرنے لگ جاتے ہیں حالانکہ علمیت میں وہ ایسے بزرگوں کے عشر عشیر بھی نہیں ہوں گے۔ (☆۳۱)

مولوی ابو الحسن علی ندوی

مولانا ابو الحسن علی الحسنی الندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے مدح و ذمت پر مشتمل بہت سے جملے لکھے ہیں۔ یہاں انہی عبارتوں کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جن میں فاضل بریلوی کی فضیلت و برتری کا اعتراف کیا گیا ہے۔

چودہ برس کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوئے اور ۱۲۸۶ھ ہی میں اپنے والد کے ساتھ سفر حج کیا پھر ۱۲۹۵ھ میں دوسرا سفر کیا جس میں سید احمد زینی و حلان شافعی مکی' شیخ عبد الرحمن سراج مفتی حنفیہ مکہ مکرمہ' شیخ حسین بن صالح جمل اللیل سے سند حدیث حاصل کی۔ اس کے بعد ہندوستان واپس ہوئے اور ایک مدت تک تصنیف و تدریس کا کام انجام دیا اور متعدد بار حرمین شریفین کا سفر کیا' علماء حجاز سے بعض فقہی و کلامی مسائل میں مذاکرہ و تبادلہ خیالات کیا' حرمین کے اثناء قیام میں انہوں نے بعض رسائل لکھے اور علماء حرمین کے پاس آئے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے۔ وہ حضرات آپ کے وفور علم' فقہی متون و اختلافی مسائل پر وقت نظر و وسعت نظر

معلومات' سرعت تحریر اور ذکاوت طبع سے حیران رہ گئے' پھر وہ ہندوستان واپس ہو کر رونق مسند افتاء ہوئے اور اپنے مخالفوں کے جواب میں بہت سا کام کیا۔ انہیں سید آل رسول حسین مارہروی سے بیعت و خلافت حاصل تھی۔ وہ حرمت سجدہ تعظیمی کے قائل تھے۔ اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب بنام "الزبدۃ الزکیۃ لتحریم سجدہ التحیہ" تصنیف کی' یہ کتاب اپنی جامعیت کے ساتھ ان کے وفور علم اور قوت استدلال پر دال ہے۔ وہ نہایت کثیر المطالعہ' وسیع المعلومات اور متبحر عالم تھے رواں دواں قلم کے مالک اور تصنیف و تالیف میں جامع فکر کے حامل تھے۔ ان کی تالیفات و رسائل کی تعداد بعض سوانح نگاروں کی روایت کے مطابق پانچ سو ہے جن میں سب سے بڑی کتاب فتاوی رضویہ کئی ضخیم جلدوں میں ہے۔ فقہ حنفی اور اس کے جزئیات پر معلومات کی حیثیت سے اس زمانہ میں ان کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کے فتاوی اور "الکفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراھم" (۱۳۲۳ھ مکہ مکرمہ) اس پر شاہد عادل ہیں' علوم ریاضی' ہیئت' نجوم' توقیت' رمل' جفر میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی وہ اکثر علوم کے حامل تھے۔ (نزہتہ الخواطر جلد ثامن ص ۴۱ مطبوعہ دائرہ المعارف العثمانیہ حیدر آباد ۱۹۷۰ء) (☆۳۲)

مولوی ماہر القادری

مولانا احمد رضا خان بریلوی مرحوم دینی علوم کے جامع تھے' دینی علم و فضل کے ساتھ شیوہ بیان شاعر بھی تھے اور ان کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ مجازی راہ سخن سے ہٹ کر صرف نعت رسول (ﷺ) کو اپنے افکار کا موضوع بنایا' مولانا احمد رضا خان کے چھوٹے بھائی مولانا حسن رضا خان بڑے خوش گو شاعر تھے اور مرزا داغ سے نسبت تلمذ رکھتے تھے' مولانا احمد رضا خان صاحب کی نعتیہ غزل کا یہ مطلع

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

جہاں استاد مرزا داغ کو حسن بریلوی نے سنایا تو داغ نے بہت تعریف کی اور فرمایا "مولوی ہو کر اچھے شعر کہتا ہے" (ماہنامہ فاران کراچی ستمبر ۱۹۷۳ء ص ۴۴' ۴۵) (☆۳۳)

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے قرآن پاک کا سلیس رواں ترجمہ کیا ہے ....
مولانا صاحب نے ترجمہ میں بڑی نازک احتیاط برتی ہے .... مولانا صاحب کا
ترجمہ خاصا اچھا ہے .... ترجمہ میں اردو زبان کا احترام پسندانہ اسلوب قائم ہے۔
(ماہنامہ فاران کراچی مارچ ۱۹۷۶ء) (☆ ۳۴)

مولوی محمد الیاس صاحب

محمد عارف رضوی ضیائی انکشاف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "کراچی میں ایک عالم دین نے جن کا تعلق مسلک دیوبند سے تھا فرمایا تھا کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا محمد الیاس صاحب فرماتے تھے کہ اگر کسی کو محبت رسول (علیہ التحیۃ والتسلیم) سیکھنی ہو تو مولانا بریلوی سے سیکھے" (☆ ۳۵)

مولوی سید زکریا شاہ بنوری پشاوری

جناب تاج محمد مظہر صدیقی صاحب مجلس رضا کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ "پشاور میں ایک مجلس میں مولوی سید محمد یوسف شاہ بنوری دیوبندی کراچی کے والد بزرگوار مولانا سید زکریا شاہ بنوری پشاوری نے فرمایا :

"اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں احمد رضا کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔" (☆ ۳۶)

مولوی محمد شریف کشمیری

مدرسہ خیر المدارس ملتان کے صدر مدرس اور دیوبندیوں کے شیخ المعقولات محمد شریف کشمیری نے مفتی غلام سرور قادری ایم اے اسلامک لاء بہاولپور یونیورسٹی سے ایک علمی مباحثہ کے بعد ان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

تمہارے بریلویوں کے بس ایک عالم ہوئے اور وہ مولانا احمد رضا خان، ان جیسا عالم میں نے بریلویوں میں نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے، وہ اپنی مثال آپ تھا اس کی تحقیقات علماء کو دنگ کر دیتی ہیں۔ (☆ ۳۷)

مولوی عبد الماجد دریا آبادی

مولوی عبد الماجد دریا آبادی، اعلیٰ حضرت کے نامور خلیفہ حضرت شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی قدس سرہ کی تبلیغی خدمات سے متاثر ہو کر اپنا فیصلہ سناتے ہیں۔ :

انصاف کی عدالت کا فیصلہ یہ ہے کہ بریلوی گروہ کے سارے افراد کو ایک ہی رنگ میں رنگا ہوا سمجھنا زیادتی ہے، مولانا عبد العلیم میرٹھی مرحوم و مغفور نے اسی گروہ کے ایک فرد ہو کر بیش بہا تبلیغی خدمات انجام دیں" (ہفت روزہ صدق جدید لکھنؤ ۲۵ اپریل ۱۹۵۶ء) (☆ ۳۸)

مفتی نظام اللہ شہابی اکبر آبادی

حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم اس عہد کے چوٹی کے عالم تھے، جزئیات فقہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے، قاموس الکتب اردو جو ڈاکٹر مولوی عبد الحق صاحب کی نگرانی میں مرتب کی گئی ہے اس میں مولانا کی کتب کا ذکر کیا اور اس پر نوٹ بھی لکھے۔ :

ترجمہ کلام مجید اور فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ مولانا کا نعتیہ کلام پر اثر ہے میرے دوست ڈاکٹر سراج الحق پی ایچ ڈی تو مولانا کے کلام کے گرویدہ ہیں اور مولانا کو عاشق رسول سے خطاب کرتے ہیں۔ (مقالات یوم رضا ج ۲ ص ۷۰ مطبوعہ لاہور) (☆ ۳۹)

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمود الحسن

(۱) کتاب القول البدیع و اشتراط المصر للتجمیع کے صفحہ ۲۴ پر مولانا احمد رضا خان صاحب کی تفصیلی تحریر ہے اور آخر میں درج ہے۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
الجواب الصحیح
بندہ محمود عفی عنہ
مدرس اول مدرسہ دیوبند
الجواب الصحیح
رشید احمد
محدث گنگوہی (☆ ۴۰)

(۲) مولانا رشید احمد گنگوہی نے فتاوی رشیدیہ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بعض فتاوی کئی مسلوں میں بعینہٖ نقل کئے ہیں اور گنگوہی صاحب نے کئی فتاوی کی تصدیق بھی فرما دی ہے۔ (☆ ۴۱)

مولوی فخر الدین مراد آبادی

مولانا احمد رضا خان سے ہماری مخالفت اپنی جگہ تھی مگر ہمیں ان کی خدمت پر بڑا ناز ہے' غیر مسلموں سے ہم آج تک بڑے فخر کے ساتھ کہہ سکتے تھے کہ دنیا بھر کے علوم اگر کسی ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کی ذات ہو سکتی ہے' دیکھ لو مسلمانوں ہی میں مولوی احمد رضا خان کی ایسی شخصیت آج بھی موجود ہے جو دنیا بھر کے علوم میں یکساں مہارت رکھتی ہے۔ ہائے افسوس! آج ان کے دم کے ساتھ ہمارا یہ فخر بھی رخصت ہو گیا۔ (☆ ۴۲)

مولوی سعید احمد اکبر آبادی

مولانا احمد رضا صاحب بریلوی' سر سید احمد خان اور ڈپٹی نذیر احمد کے ہمعصر تھے وہ ایک زبردست صلاحیت کے مالک تھے ان کی عبقریت کا لوہا پورے ملک نے مانا۔ (ماہنامہ برہان دہلی اپریل ۱۹۷۴ء) (☆ ۴۳)

مولوی عبد القادر رائے پوری

مولوی محمد شفیع نے کہا کہ یہ بریلوی بھی شیعہ ہی ہیں یونہی حنفیوں میں گھس گئے ہیں' فرمایا نہیں' غلط ہے' مولوی احمد رضا خان صاحب شیعہ کو بہت برا سمجھتے تھے اور قوالی کو بہت برا سمجھتے تھے' بانس بریلی میں ایک شیعہ تفضیلی تھے ان کے ساتھ مولوی احمد رضا کا ہمیشہ مقابلہ رہتا تھا۔ (☆ ۴۴)

مفتی محمود

جمعیت علمائے اسلام کے صدر مولوی فضل الرحمن صاحب کے والد ماجد مفتی محمود صاحب نے بریلوی مکتبہ فکر (اہل سنت) کی یوں حمایت کی۔

میں اپنے عقیدت مندوں پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انہوں نے بریلوی حضرات کے خلاف کوئی تقریر یا ہنگامہ کیا تو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں رہے گا اور میرے نزدیک ایسا کرنے والا نظام مصطفیٰ ﷺ کا دشمن ہوگا (روزنامہ آفتاب ملتان ۹ مارچ ۱۹۷۹ء ص ۱) (☆ ۴۵)

مولوی عبد القدوس ہاشمی دیوبندی

سید الطاف علی بریلوی روایت کرتے ہیں کہ مولانا عبد القدوس ہاشمی دیوبندی نے

ایک دفعہ کہا : "اردو زبان میں قرآن پاک کا سب سے بہتر ترجمہ مولانا احمد رضا خان کا ہے جو لفظ انہوں نے ایک جگہ رکھ دیا ہے اس سے بہتر لفظ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (☆ ۴۶)

حافظ بشیر احمد غازی آبادی

ایک عام غلط فہمی یہ ہے کہ حضرت فاضل بریلوی نے نعت رسول مقبول ﷺ میں شریعت کی احتیاط کو ملحوظ نہیں رکھا' یہ سراسر غلط فہمی ہے جس کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں' ہم اس غلط فہمی کی صحت کے لئے آپ کی ایک نعت نقل کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

سرور کہوں کہ مالک و مولیٰ کہوں تجھے
باغ خلیل کا گل زیبا کہوں تجھے

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" کی کیسی فصیح و بلیغ تائید ہے جتنی بار پڑھئے کہ "خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے" دل ایمانی کیفیت سے سرشار ہوتا چلا جائے گا' بے شک جس کے لئے زمین و آسمان پیدا کئے گئے ہوں وہ خدا کا محبوب ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معراج کی عظمت سے نوازا' جو شافع محشر ہے وہ یتیم عبد اللہ' آمنہ کا لال' وہ ساقی کوثر وہ خاتم الانبیاء اور خیر البشر وہ شہنشاہ کونین وہ سرور کون و مکان' وہ تاجدار دو عالم جس کا سایہ نہ تھا اس کا ثانی ہو ہی نہیں سکتا' بے شک وہ خالق کا بندہ ہے اور خلق کا آقا ہے۔" (ماہنامہ عرفات لاہور اپریل ۱۹۷۰ء ص ۳۰'۳۱) (☆ ۴۷)

مولوی حق نواز جھنگوی اور مولوی ضیاء الرحمن فاروقی

دیوبندی مکتبہ فکر کی انجمن سپاہ صحابہ پاکستان ۱۹۸۴ء سے قائم ہے اس کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی تھے' موجودہ سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاء الرحمن فاروقی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر علمائے دیوبند بھی اس انجمن سے منسلک ہیں اس انجمن کے زیر اہتمام ایسے پمفلٹ' اشتہارات بکثرت شائع ہوتے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تاریخ ساز فتاوی نہایت ادب و احترام سے نمایاں طور پر شائع کئے جا رہے ہیں یہاں چند مثالیں پیش خدمت ہیں :

(۱) مولانا حق نواز جھنگوی نے مظفر گڑھ میں انجمن سپاہ صحابہ کے جلسہ سے

خطاب کرتے ہوئے کہا "ہندوستان میں بیسویں صدی کے دوران جن علماء نے شیعہ پر کفر کا فتویٰ عائد کیا ان میں بریلوی مکتبہ فکر کے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی ہیں"۔ (☆ ۴۸)

(۲) اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے رد شیعت میں "رد الرفضہ" کے علاوہ متعدد رسائل لکھے جن میں چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ الادلہ الطاعنہ (رفض کی اذان میں کلمہ خلیفہ بلا فصل کا شدید رد)

۲۔ اعالی الافادہ فی تعزیتہ الہند و بیان الشہادۃ (۱۳۲۱ھ) (تعزیہ داری اور شہادت نامہ کا حکم)

۳۔ جزاء اللہ عدوہ باباہ ختم النبوۃ (۱۳۱۷ھ) (مرزائیوں کی طرح روافض کا بھی رد)

۴۔ المحتہ الشمحۃ، شیحہ الشنعہ (۱۳۱۲ھ) (تفضیل و تفسیق سے متعلق سات سوالوں کا جواب)

۵۔ شرح المطالب فی بحث ابی طالب (۱۳۱۶ھ) ایک سو کتب تفسیر و عقائد وغیرہا سے ایمان نہ ہونا ثابت کیا۔ ان کے علاوہ رسائل اور قصائد جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں لکھے وہ شیعہ و روافض کی تردید ہیں۔ (☆ ۴۹)

مولوی ارشاد الحق تھانوی

مولانا ارشاد الحق تھانوی نے اپنے ایک مقالے میں عظیم مشائخ عظام کے ساتھ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فقہ حنفیہ کا پیروکار قرار دیتے ہوئے لکھا کہ:

دنیائے اسلام کے تقریباً تمام مشائخ عظام حضرت شیخ عبد القادر جیلانی، خواجہ معین الدین چشتی، حضرت مجدد الف ثانی، حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت شاہ احمد رضا بریلوی (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین) وغیرہ فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے۔ (☆ ۵۰)

نوٹ: یہاں مولوی ارشاد الحق تھانوی کو غلط فہمی ہوئی ہے کیونکہ غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فقہی مذہب حنبلی تھا۔

مولوی منظور نعمانی

علمائے دیوبند کی معروف شخصیت مولانا محمد منظور نعمانی نے بھی رد رافضیت کے سلسلے میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کا اعتراف یوں کیا ہے۔

فاضل بریلوی جناب مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم (علیہ الرحمتہ) نے اب سے قریباً ۹۰ سال پہلے ایک سوال کے جواب میں نہایت مفصل و مدلل فتویٰ تحریر فرمایا تھا جو ۱۳۲۰ھ میں "رد الرفضہ" کے تاریخی نام سے شائع ہوا تھا۔ اس میں مستفتی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے شروع میں تحریر فرمایا ہے۔

تحقیق مقام و تفصیل مرام یہ ہے کہ رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر، فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں ایک کی شان میں گستاخی کرے، اگرچہ صرف اس قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے، کتب معتمدہ، فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و فتویٰ کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے"۔ (☆ ۵۱)

ایک بڑے اشتہار میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف "رد الرفضہ، عرفان شریعت، احکام شریعت، تعزیہ داری، بدر الانوار، فتاوی الحرمین" میں سے چند اقتباسات نقل کرنے کے بعد لکھا۔

اس کے علاوہ احکام شریعت (مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) کے درج ذیل صفحات ملاحظہ فرمائیں ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۳۰، ۱۷۹ اور فتاوی رضویہ جلد ششم (مطبوعہ مبارکپور انڈیا) کے درج ذیل صفحات ملاحظہ ہوں۔

۲۳، ۲۵، ۳۵، ۳۷، ۹۳، ۱۵۸، ۱۶۹، ۴۲۹، ۴۷۷، ۴۸۳، ۴۸۶، ۴۹۰، ۵۲۷، ۵۲۸

اسی طرح فتاوی رضویہ کی باقی جلدیں دیکھئے معلوم ہوگا کہ اعلیٰ حضرت نے شیعہ اور روافض کے بارے میں کیا کیا احکام بیان کئے ہیں۔

ہم سنی مسلمانوں کے جملہ عقائد مثلاً کلمہ، اذان، وضو، نماز، زکوۃ، حج، قرآن و حدیث سب ان شیعوں سے مختلف ہیں یہ سب داغ عالم اہلسنت، ناظم ملت، مفتی شریعت اعلیٰ حضرت مولانا محمد احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے سینہ اطہر کو چھلنی کر گئے حضرت نے بالاخر ۱۳۲۰ھ میں "رد الرفضہ" تحریر فرمائی جس میں ان کا اہم فتویٰ چارٹ کے وسط میں درج ہے"۔ (☆ ۵۲)

نوٹ : اس کے علاوہ انجمن کے مندرجہ ذیل اشتہارات میں بھی فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے فتاوی نمایاں طور پر شامل کئے گئے ہیں۔

ا۔ اہل کفر اور اسلام میں بھائی چارہ نہیں ہو سکتا۔

۲۔ شیعہ کافر ہیں ان کے ساتھ غیر مسلموں جیسا سلوک اور معاملہ کیا جائے

۳۔ شیعت اکابر علمائے امت کی نظر میں

قاری محمد طیب قاسمی

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب قاسمی لکھتے ہیں :

میں نے مولانا تھانوی کو دیکھا کہ مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم سے بہت سی چیزوں میں اختلاف رکھتے ہیں۔ قیام، عرس، میلاد وغیرہ مسائل میں اختلاف رہا مگر جب مجلس میں ذکر آتا تو فرماتے، "مولانا احمد رضا خان صاحب" ایک دفعہ مجلس میں بیٹھنے والے ایک شخص نے کہیں بغیر مولانا کے "احمد رضا" کہدیا حضرت نے ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا کہ عالم تو ہیں اگرچہ اختلاف رائے ہے۔ تم منصب کی بے احترامی کرتے ہو، یہ کس طرح جائز ہے؟۔ (☆ ۵۳)

علامہ ارشد بہاولپوری

سرزمین بہاولپور کے مشہور دیوبندی لیڈر علامہ ارشد بہاولپوری نے جب استاذ العلماء حضرت ابو صالح محمد فیض احمد اویسی رضوی کی تقریر "حاضر و ناظر" کے موضوع پر سنی تو بے ساختہ کہا۔

مولانا احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی علمی تحقیق کا نہ صرف مجھے بلکہ میرے اکابر کو بھی اعتراف ہے۔ "حاضر و ناظر" کی گہرائی تک جس طرح مولانا بریلوی مرحوم پہنچے ہیں یہ انہی کا حصہ ہے اور مولانا اویسی کی تقریر کے بعد اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ (☆ ۵۴)

مولوی سید وصی مظہر ندوی

مولانا سید وصی ندوی (سابق وفاقی وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان) نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء اسلام آباد ہوٹل میں امام احمد رضا خان کانفرنس کی صدارت کرتے ہوئے اعلی حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کو شاندار خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا :

"حضرت مولانا احمد رضا محض اختلافی مسائل پر لکھنے والے یا کوئی مناظرہ کرنے والے معمولی قسم کے ایسے عالم نہیں تھے جن کا کام صرف مناظرہ بازی ہوتا ہے بلکہ کوئی سا بھی علم ایسا نہیں ہے کہ جس میں انہوں نے داد تحسین وصول نہ کی ہو اور اس میں ہمارے علماء و اسلاف کی جو جامعیت کی شان ہے اسکا مظاہرہ نہ کیا ہو۔ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ تعالی علیہ کو دیکھیں، علامہ ابن جوزی علیہ الرحمتہ کو دیکھیں اور دوسرے بزرگوں کو دیکھیں کہ ان کی تصانیف جو انہوں نے لکھی ہیں، آج کے بڑے بڑے ادارے بھی مل کر ان کی تصانیف کی تفسیر نہیں کرپاتے جو کارنامے ان بزرگوں نے تنہا اور بغیر کسی مادی وسیلے کے سرانجام دئے ہیں اور ہمیں ان کے ان کارناموں پر تعجب ہوتا ہے کہ کیسے انہوں نے یہ کارنامے انجام دئے لیکن دور حاضر میں حضرت شاہ احمد رضا خان کی ہستی نے ہمارے سامنے ایک علمی نمونہ پیش کر دیا ہے جس سے ہم یقین کر سکتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے بزرگوں نے کیا ہے یقیناً وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جس پر حیرت یا شک کا مظاہرہ کیا جائے، صوفیاء کا قول ہے "الوقت السیف" کہ وقت ایک تلوار ہے۔ یہ تلوار ایسی ہے کہ اگر آپ اسے استعمال کریں تو اپنے دشمنوں کو اس سے زیر کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ اس کی طرف سے غفلت برتیں گے تو یہ تلوار آپ کو کاٹ کر رکھ دے گی۔ اور ان بزرگوں کا اصل کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے وقت کا صحیح استعمال کیا، دیکھئے ان کی زندگی کے ایام اور ان کی زندگی کا دور کوئی ایسا دور نہیں ہے جو عام انسانوں کے دور سے مختلف ہو۔

سن ۱۸۵۶ء میں اعلی حضرت علیہ الرحمتہ کی ولادت ہوئی اور تقریباً ۶۵ سال کی انہوں نے عمر پائی۔ یہ ایسی عمر ہے کہ عام طور پر لوگ اتنی زندگی گذار لیتے ہیں لیکن جس طرح انہوں نے اپنی زندگی کے روز و شب کا ایک ایک لمحہ استعمال کیا ہے اور جس طریقے سے انہوں نے علم کے لئے استعمال کیا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ تقریباً ایک ہزار سے زائد ان کی تصانیف ہیں اور مختلف موضوعات اور شعبوں سے ان کا تعلق ہے ان کی جامعیت اس بات کی آئینہ دار ہے کہ یہ اس سرکار مکرم ﷺ کے عاشق اور غلام ہیں کہ جس کی جامعیت کو تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دیا گیا ہے، جو جامعیت حضور اکرم ﷺ کے یہاں پائی جاتی ہے

اگر اس کی کوئی جھلک ان کے کسی غلام کے یہاں نظر آئے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں اور یہی جامعیت ہمیں مولانا احمد رضا خان کی زندگی میں نظر آتی ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ جب وہ سادہ کلام کہنے پر آتے ہیں تو پہلے مجتمع کہہ جاتے ہیں مثلاً ان کی یہ مشہور نعت

سب سے اولی و اعلیٰ ہماری نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی

کس قدر سادہ ہے کہ اردو کا ایک عام شخص اس کے ایک ایک بول کے اندر اپنے دل کے تاروں کو متحرک ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اور جب اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا علیہ الرحمتہ صناعی بنانے کے کمالات دکھانا چاہیں تو قافیے اور ردیف میں ایسے کمال کا مظاہر کرتے ہیں کہ ان کی وہ مشہور نعت جس کو سن کر کم از کم میں کبھی صبر نہیں کر سکتا جس میں وہ کہتے ہیں۔

لم یات نظیرک فی نظر مثل تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہ دو سرا جانا

کمال ہے حیرت ہوتی ہے کہ کس قدر اس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے الفاظ پر قدرت دی تھی کہ لگتا ہے کہ تمام الفاظ ایسے تمام تر ظاہری و باطنی محاسن کے ساتھ موتیوں کی لڑی جیسے پروئے ہوئے ہیں اور جس لفظ کو جہاں حکم دیا جاتا ہے اس طرح سے نگینے کی طرح کھڑا ہو جاتا ہے کہ جیسے اس جگہ کے لئے یہ لفظ وضع کیا گیا ہو۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ شعر و شاعری میں اپنی زندگی گذار دیتے ہیں ان کا علم سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور جو علم میں زیادہ مشغول ہوتے ہیں وہ بسا اوقات شاعری کے ذوق سے بھی محروم ہو جاتے ہیں لیکن یہ جامعیت ہمیں مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمتہ کے یہاں نظر آتی ہے اور اس بات پر کہ آپ کو شاعری میں کمال حاصل تھا آپ کا دیوان حدائق بخشش کے دونوں حصے اس پر دلالت کرتے ہیں اور علمیت دیکھنی ہے تو صرف مولانا کے فتاوی کی پہلی جلد یعنی فتاوی رضویہ جلد اول کا عربی خطبہ دیکھ لیا جائے تو پھر اہل علم ہماری اس بات کو مبالغہ نہیں بلکہ آئینہ حقیقت ماننے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ہاں آپ ایسے ہی تھے جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

(☆ ۵۵)

قاضی شمس الدین درویش

قاضی شمس الدین درویش (فاضل مدرسہ امینیہ دہلی، تلمیذ مفتی کفایت اللہ دہلوی) خلیفہ مجاز مولانا محمد عبد اللہ فاضل دیوبند خانقاہ کندیاں شریف، میانوالی) لکھتے ہیں :

فن فتویٰ نویسی کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ سوال کا جواب سوال کے مضمون کے مطابق ہوا کرتا ہے، جیسا سوال ہوگا، جواب اسی کے مطابق ہوگا۔ ادھر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ بیک وقت شیخ طریقت بھی تھے، معلم شریعت بھی تھے، مقرر اور خطیب بھی تھے، عامل اور طبیب بھی تھے، بے حد مصروف الاوقات تھے ایسا لگتا ہے کہ شاید موصوف نے علمائے دیوبند کی تحریریں خود نہ دیکھی ہوں بلکہ کسی اور شخص نے لکھ کر استفتاء کیا ہوگا اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے سوال کے مطابق جواب دیا ہوگا، گو سوال غلط ہوگا مگر جواب شریعت کے عین مطابق ہوگا۔ (☆ ۵۶)

نوٹ : مسئلہ تکفیر میں امام احمد رضا قدس سرہ بہت ہی محتاط تھے آپ نے علمائے دیوبند کی کتابیں خود پڑھیں اور گستاخانہ عبارتوں کی تصحیح و اصلاح، اعلانیہ توبہ اور رجوع کے لئے ان کے پاس کئی رجسٹریاں بھیجیں۔ صرف حکیم دیوبند اشرف علی تھانوی کے نام تقریباً ۳۰ سے زائد مکتوبات ارسال کئے۔ (تفصیل کے لئے مکتوبات امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء مولانا پیر محمود احمد قادری ملاحظہ کریں) ان تمام کوششوں کے باوجود جب علمائے دیوبند بالکل ٹس سے مس نہ ہوئے تو پھر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ نے ناموس مصطفےٰ ﷺ کی حفاظت کی خاطر بعض علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات کی بناء پر فتاوی کفر صادر کر دیا۔

مولوی خان محمد صاحب کندیاں

دیوبندی مکتبہ فکر کی تنظیم "عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت" جو سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے قائم کی تھی۔ بعد ازاں مولانا محمد علی جالندھری اور مولانا محمد یوسف بنوری یکے بعد دیگرے اس کی سرپرستی کرتے رہے اور اب مولانا خان محمد صاحب (سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف میانوالی) کی سرپرستی میں قادیانیت کے خلاف سرگرم عمل ہے اس کے علاوہ دیگر علمائے دیوبند بھی اس تنظیم سے منسلک ہیں۔ اس تنظیم

کے زیر اہتمام رد قادیانیت میں ایسا لٹریچر بھی شائع ہوتا رہتا ہے جس میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے عقیدت کش علماء کی خدمات کا فراخ دلی سے اعتراف کیا جاتا ہے۔ (☆۵۷)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پنسم منزل ریلوے روڈ ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ سے شائع ہونے والی ایک کتاب میں "حق گوئی و بیباکی" کے زیر عنوان اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمات کا اعتراف اس طرح کیا گیا ہے۔

نبی آخر الزمان ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی ہوتے دیکھ کر ہی مولانا احمد رضا خان بریلوی تڑپ اٹھے اور مسلمانوں کو مرزائی نبوت کے زہر سے بچانے کے لئے انگریز کے ظلم و بربریت کے دور میں علم حق بلند کرتے ہوئے اور شمع جرات جلاتے ہوئے مندرجہ ذیل فتویٰ دیا جس کا حرف حرف قادیانیت کے سومنات کے لئے گرز محمود غزنوی ہے۔ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں فتویٰ دیا کہ قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور اللہ عز و جل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیح محض نجس، مردار، حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر (احکام شریعت ص ۱۱۲، ۱۲۲، ۱۷۷ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی) مزید فرمایا کہ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام (فتاوی رضویہ ص ۵۱ جلد ۶ مولانا احمد رضا خان بریلوی) (☆۵۸)

نوٹ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام نکلنے والا رسالہ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی شمارہ ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۷ء میں صفحہ ۲۱ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کو دبے لفظوں میں مجدد بھی تسلیم کر لیا گیا ہے۔

سید محمد جعفر شاہ پھلواری

تحریک ترک موالات کے زبردست حامی اور اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ سے نظریاتی اختلاف رکھنے والے ندوی علماء میں سے ممتاز شخصیت جناب مولوی سید محمد جعفر شاہ پھلواری صاحب نے "چند یادیں، چند تاثرات" کے عنوان سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے بارے میں اپنی دیانتدارانہ آراء کا اظہار کیا ہے۔ موصوف کے طویل مقالے سے مشتے نمونہ از خروارے چند اہم اقتباسات پیش خدمت ہیں :

"ترک موالات کی تحریک جب تک زوروں پر رہی، مجھے فاضل بریلوی سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ترک موالاتیوں نے ان کے متعلق مشہور کر رکھا تھا کہ نعوذ باللہ وہ سرکار برطانیہ کے وظیفہ یاب ایجنٹ ہیں اور تحریک ترک موالات کی مخالفت پر معمور ہیں ...."

تحریک ترک موالات کے جوش میں تحقیق کا ہوش نہ تھا، اس لئے ایسی افواہوں کو غلط سمجھنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی لیکن جیسے جیسے شعور آتا گیا مذہبی تعصب اور تنگدلی کا رنگ ہلکے سے ہلکا ہوتا چلا گیا اور اب جناب فاضل بریلوی کے متعلق میرے تاثرات یا دیانت دارانہ رائے یہ ہے کہ وہ علوم اسلامیہ، تفسیر، حدیث، فقہ پر عبور رکھتے تھے، منطق، فلسفے اور ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا۔ عشق رسول کے ساتھ ادب رسول ﷺ میں اتنے سرشار تھے کہ ذرا بھی بے ادبی برداشت نہ تھی، کسی بے ادبی کی معقول توجیہہ و تاویل نہ ملتی تو کسی رد و رعایت کا خیال کئے بغیر اور کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ کئے بغیر دھڑ سے فتویٰ لگا دیتے اور تکفیر سے نیچے کوئی فتویٰ ان کے پاس نہ تھا، انھیں حب رسول ﷺ میں اتنی زیادہ فنائیت حاصل تھی کہ غلو کا پیدا ہو جانا بعید نہ تھا .... حضرت فاضل بریلوی کی حب رسول ہی تھی جس نے نعتوں کا پیکر اختیار کیا، نعت کہتے وقت وہ کوئی قافیہ نہیں چھوڑتے اس لئے نعت عموماً طویل ہو جاتی تھی۔

موصوف کا وصیت نامہ میں نے لفظ بلفظ پڑھا ہے، یہ اپنی وفات سے دو گھنٹے پہلے لکھا تھا۔ بعض پڑھے لکھے لوگوں کو اس وصیت نامے کا مذاق اڑاتے دیکھا ہے کیونکہ اس میں اشیائے خورد و نوش کی فہرست بھی ہے جو ممدوح نے اپنی سالانہ فاتحہ کے

موقع پر تقسیم کرنے کی وصیت فرمائی تھی لیکن مذاق اڑانے والوں کی نگاہوں سے یہ پہلو اوجھل رہتا ہے کہ موصوف اس بہانے ان غریبوں کو بہرہ اندوز کرنا چاہتے تھے جنہیں یہ نعمتیں شاذ و نادر ہی میسر آتی ہیں۔ (☆ ۵۹)

مولوی قاضی مظہر حسین چکوال

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب (خلیفہ مجاز مولوی حسین احمد مدنی، بانی و امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان) بھی اپنی تصانیف میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہیں۔ یہاں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں ....

(۱) مسلک بریلویت کے پیشوا حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے بھی ہندوستان میں فتنہ رفض کے انسداد میں بہت موثر کام کیا ہے اور روافض کے اعتراضات کے جواب میں اصحاب رسول ﷺ کی طرف سے دفاع کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ بحث ماتم کے دوران مولانا بریلوی کے فتاوی نقل کئے جا چکے ہیں منکرین صحابہ کی تردید میں "رد الرفضہ" .... "رد تعزیہ داری" .... اور "الادلتہ الطاعتہ فی اذان الملاعتہ" وغیرہ آپ کے یادگار رسائل ہیں جن میں سنی شیعہ نزاعی پہلو سے آپ نے مذہب اہلسنت کا مکمل تحفظ کر دیا ہے۔ (☆ ۶۰)

(۲) بریلوی مسلک کے امام جناب مولانا احمد رضا خان صاحب مرحوم نے روافض کے خلاف اکابر علمائے دیوبند سے بھی سخت فتویٰ دیا ہے چنانچہ آپ کا ایک رسالہ "رد الرفضہ" جس کے شروع ہی میں ایک استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ....

"رافضی تبرائی جو حضرات شیخین صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما خواہ ان میں سے ایک کی شان پاک میں گستاخی کرے اگرچہ صرف اسی قدر کہ انہیں امام و خلیفہ برحق نہ مانے، کتب معتمدہ، فقہ حنفی کی تصریحات اور عامہ ائمہ ترجیح و فتاوی کی تصحیحات پر مطلقاً کافر ہے۔" (☆ ۶۱)

قاری اظہر ندیم

قاری اظہر ندیم صاحب نے اپنی کتاب "کیا شیعہ مسلمان ہیں؟" میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کی تصانیف بالخصوص احکام شریعت اور رد الرفضہ کے حوالہ جات نمایاں طور پر دیئے ہیں۔ ایک جگہ جلی عنوان یوں دیا : ....

"جدید و قدیم شیعہ کافر ہیں .... امام اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کا فتویٰ" .... مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتویٰ کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے پکے سنی بنیں۔ (☆ ۶۲)

نوٹ : مزید تفصیل کے لئے قاضی موصوف کی کتاب بشار الدین، بالصبر علی شہادت الحسین کے صفحات ۱۳، ۱۴، ۵۸، ۹۳، ۹۴، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۵۴، ۱۷۰، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۶، ۲۵۵، ۳۸۲، ۳۰۹، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۸، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸ اور موعود خلافت راشدہ، مطبوعہ لاہور کے صفحات ۷ اور ۸ ملاحظہ کریں۔

اب آخر میں دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے چند صحافیوں، قلمکاروں، دانشوروں وغیرہ کے تاثرات ملاحظہ فرمائیں : ....

محمد عبد المجید صدیقی

جناب محمد عبد المجید صدیقی (ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور) نے ایک کتاب میں تقریباً ۱۱۴ ایسے اصحاب کا تذکرہ کیا ہے جنہیں حالت بیداری میں حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ موصوف نے ۴۵ ویں نمبر پر اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کا تذکرہ یوں کیا ہے : ....

(۴۵) اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان نے جب دوسری مرتبہ زیارت نبی ﷺ کے لئے مدینہ طیبہ حاضری دی تو شوق دیدار میں مواجہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے۔ یقین تھا کہ سرکار ابد قرار علیہ الصلوۃ و السلام ضرور عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہ شرف زیارت حاصل ہوگا۔ لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو آپ نے ایک نعت کہی جس کا مطلع ہے

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

یہ نعت شریف مواجہ اقدس (علی صاحبہا صلوۃ و سلاما) میں عرض کر کے انتظار میں مودب بیٹھے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور اپنے آقا و مولیٰ سید عالم ﷺ تسلیما کثیرا کثیرا کو بیداری کی حالت میں اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا اور زیارت مقدس کی اس خصوصی دولت کبری و نعمت عظمی سے شرف یاب ہوئے۔ (حیات اعلیٰ

حضرت صفحہ ۴۴، سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی از علامہ بدر الدین احمد رضوی قادری صفحہ ۲۹۰ نوری بکڈپو بالمقابل داتا دربار لاہور)

اعلیٰ حضرت کا خاندان اصل میں دلی کا قدیمی خاندان تھا اور آپ کے پر دادا محمد سعادت علی خان صاحب کی وفات تک یہ سارا خاندان کبھی دلی سے باہر نہیں گیا تھا۔ آپ شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۶۵ء بروز اتوار بوقت ظہر شہر بانس بریلی (یو پی بھارت) میں پیدا ہوئے۔ صرف ۱۴ برس کی عمر میں علوم دینیہ و عقلیہ کی تکمیل کر کے سند فراغ حاصل کی۔ پچاس فنون پر آپ نے کتابیں لکھیں۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خان اور دادا حضرت مولانا رضا علی خان نے آپ کی تعلیم و تربیت فرمائی۔ آپ کی تمام شاعری نعت رسول مقبول ﷺ کے لئے ہے اور کمال ادب و تعظیم کا شاہکار ہے۔ حقیقی معنی میں آپ شیفتہ رسول ﷺ تھے۔ مخالفین بھی جس کے قائل ہیں۔ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء بروز جمعتہ المبارک وصال فرمایا۔ بریلی میں آپ کا روضہ مرجع خلائق ہے۔ (☆ ۶۳)

جناب عنایت اللہ صاحب

مینجنگ ڈائریکٹر تاج کمپنی جناب عنایت اللہ صاحب لکھتے ہیں : ....

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ مسلمانان پاک و ہند کے سب سے بڑے اکثریتی فرقے یعنی اہل سنت و جماعت کے پیشوا مانے جاتے ہیں اس لحاظ سے ان کا ترجمہ سنی مسلمانوں میں بے حد پسند کیا جاتا ہے۔ تاج کمپنی نے یہ ترجمہ مختلف سائزوں میں مختلف اقسام کے کاغذوں پر شائع کیا ہے۔ (☆ ۶۴)

شورش کاشمیری (ایڈیٹر چٹان لاہور)

تحریک ختم نبوت کے دوران غالباً ۱۹۷۴ء میں دیوبندی مکتبہ فکر کے مدرسہ اشاعت الاسلام اٹک میں مولانا غلام اللہ خان اور دیگر علمائے دیوبند کی موجودگی میں جلسہ عام سے آغا شورش کاشمیری نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا : ....

تحریک ختم نبوت میں علمائے دیوبند کی خدمات قابل ذکر ہیں لیکن بریلوی مکتبہ فکر کے علماء و مشائخ کی خدمات کو فراموش کرنا سراسر نا انصافی ہے۔ فتنہ مرزائیت کے

خلاف اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمات کو فراموش کرنا تاریخ سے منہ موڑنا ہے بلکہ ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ (☆ ۶۵)

ڈاکٹر ایچ ۔ بی ۔ خان (حافظ بابر خان)

(۱) مولوی احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی میں پیدا ہوئے، آپ اہل سنت و الجماعت کے مقتدر علماء روزگار میں سے تھے۔ علامہ اقبال (علیہ الرحمتہ) بھی آپ کی علمی قابلیت اور فقہی معلومات کے معترف تھے۔ علامہ اقبال (علیہ الرحمتہ) نے آپ کے متعلق مزید کہا تھا کہ اگر مولانا بریلوی (علیہ الرحمتہ) کی طبیعت میں تشدد اور انتہا پسندی نہ ہوتی تو آپ اپنے وقت کے امام ابو حنیفہ (علیہ الرحمتہ) ہوتے۔

(۲) مولوی احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) نے بھی ترک موالات کے فتویٰ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ مولانا شوکت علی (علیہ الرحمتہ) اور مولانا محمد علی (علیہ الرحمتہ) بذات خود مولوی احمد رضا خان بریلوی (علیہ الرحمتہ) کے پاس اس فتویٰ پر دستخط کرانے گئے تو مولوی احمد رضا خان (علیہ الرحمتہ) نے کہا کہ "ہماری سیاست مختلف ہے وہ یہ ہے کہ آپ "ہندو مسلم اتحاد" کے حامی اور موئید ہیں جبکہ میں اس کے خلاف ہوں مگر میں آزادی کے خلاف نہیں ہوں"۔ (☆۶۶)

حکیم محمد سعید دہلوی

حکیم محمد سعید دہلوی (چیئرمین ہمدرد فاؤنڈیشن) نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے مقالات و تاثرات لکھے ہیں۔ بخوف طوالت چند اقتباسات پیش خدمت ہیں :

(۱) مولانا احمد رضا خان کا مقام بہت ممتاز ہے، ان کی علمی، دینی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہے .... انکی تصانیف ہمارے لئے بیش بہا علمی ورثے کی حیثیت رکھتی ہیں۔ (☆ ۶۷)

(۲) اسلامی فکر و شعور کو عام کرنے اور بے زمام زندگی کو دین سے قریب تر لانے میں انہوں نے جو تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ فراموش نہیں کیا جا سکتا ان کا اخلاص اور ان کا جوش عملی سبق آموز ہے ان کی علمی تحریروں کی گہرائی اسلاف کی

علمی تبحر کی یاد دلاتی ہے۔(☆ ۶۸)۔

(۳) مولانا کا سب سے بڑا اور منفرد کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے عشق نبوی (ﷺ) کو ایک قوت سے تعبیر کر کے مسلمانوں کے قلوب کو اس سوز و تپش سے معمور کر دیا۔(☆ ۶۹)

(۴) مولانا شریعت و طریقت دونوں کے رموز سے آگاہ تھے اگر ایک طرف ان کے فتاوی نے عرب و عجم میں ان کی علمی و دینی بصیرت کی دھاک بٹھا دی تھی تو دوسری طرف عشق رسول (ﷺ) نے ان کی نعتیہ شاعری کو فکر و فن کی بلندیوں پر پہنچایا تھا۔(☆ ۷۰)

(۵) میرا تاثر یہ ہے کہ وہ اپنی علمی جامعیت کی وجہ سے قدیم علماء کی نمائندگی کرتے تھے۔ ان کے لئے میرے دل میں احترام کا جذبہ ہے۔(☆ ۷۱)

نوٹ : مزید تفصیل کے لئے موصوف کا مقالہ احمد رضا کی طبعی بصیرت مشمولہ سالنامہ معارف رضا کراچی ۱۹۸۹ ص ۹۹ کا مطالعہ کریں)

پروفیسر خالد شبیر احمد دیوبندی

پروفیسر خالد شبیر احمد دیوبندی فیصل آبادی نے اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے رد مرزائیت کے فتوی (السوء العقاب علی المسیح الکذاب) کے بارے میں اپنی آراء کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے : ....

"مولانا احمد رضا بریلوی کے نام نامی سے کون واقف نہیں علم و فضل اور تقوی میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ذیل میں ان کا ایک فتویٰ (السوء العقاب علی المسیح الکذاب ۱۳۲۰ھ) پیش کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے مرزا صاحب کے کفر کو بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت کیا ہے' اس فتویٰ سے جہاں مولانا کے کمال علم کا احساس ہوتا ہے وہاں مرزا غلام احمد کے کفر کے بارے میں ایسے دلائل بھی سامنے آتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی ذی شعور مرزا صاحب کے اسلام اور اس کے مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا"۔(☆ ۷۲)

مزید لکھتے ہیں : ....

ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت فقہی دانش اور دینی بصیرت کا ایک تاریخی

شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے۔ یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی و تحقیقی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے"۔(☆ ۷۳)

آپ کے درس و تدریس کے بارے میں لکھا کہ : ....

علوم و فنون سے فراغت کے بعد آپ نے ساری عمر تصنیف و تالیف اور درس و تدریس میں بسر کر دی' مولوی صاحب نے تقریباً پچاس علوم و فنون میں کتب و رسائل تحریر کئے ہیں جو ان کی علمی استعداد کی منہ بولتی تصویر ہے۔ درس و تدریس کے میدان میں بھی بے شمار تلامذہ ان سے مستفید ہوئے جن میں بعض بڑے تبحر عالم تھے"(☆ ۷۴)

فن شعر گوئی پر بھی آپ کو کمال حاصل تھا' خصوصا نعت گوئی میں آپ کا شمار صف اول کے نعت گو شعراء میں ہوتا ہے ان کا اپنا ایک مصرعہ ہے "قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی" یوں تو آپ نے ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن جو رنگ اور جو لطف نعت گوئی میں ہے وہ کسی دوسری صنف میں نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی عام شاعری میں بھی ہر جگہ نعت کی جھلک نظر آتی ہے"۔(☆ ۷۵)

"ملکی سیاست میں بھی آپ اور آپ کے ہم عقیدہ علمائے کرام کا اچھا خاصہ حصہ ہے۔ ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت کے بعد جب تحریک ترک موالات کا آغاز ہوا تو مولوی احمد رضا خان نے اس کی مخالفت کی کیونکہ آپ کے نزدیک کفار و مشرکین کے ساتھ اختلاط اور ان کے ساتھ سیاسی اتحاد خطرناک نتائج پیدا کر سکتا تھا۔"(☆ ۷۶)

مولوی احمد رضا خان صاحب کی تصانیف کا سلسلہ کافی وسیع ہے آپ کی تصانیف ایک ہزار سے متجاوز ہیں صرف ۳۱ برس کی عمر تک آپ کی تصانیف پچھتر (۷۵) تک پہنچ چکی تھیں .... فتاوی نویسی میں آپ کو خصوصی دسترس اور خصوصی کمال حاصل تھا"(☆ ۷۷)

ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین

ڈاکٹر صالحہ عبد الحکیم شرف الدین صاحب نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "قرآن حکیم کے اردو تراجم" میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کے ترجمہ قرآن (کنز الایمان) کے

محاسن کے علاوہ آپ کی عبقری شخصیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا چند مثالیں ہدیہ قارئین ہیں : ....

اوائل بیسویں صدی میں لکھے جانے والے مشہور ترجموں میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ بھی ہے۔(☆ ۷۸) مولانا کی ذہانت اور علمیت ان کے ترجمے سے خوب عیاں ہے۔(☆ ۷۹)

مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ بعض مقامات پر اپنے ہم عصر مترجمین کے ترجموں سے کہیں بہتر اور افضل ہے۔ (☆ ۸۰) مقام حیرت و استعجاب ہے کہ یہ ترجمہ لفظی ہے اور با محاورہ بھی اس طرح گویا لفظ اور محاورہ کا حسین ترین امتزاج آپ کے ترجمہ کی بہت بڑی خوبی ہے پھر انہوں نے ترجمہ کے سلسلے میں بالخصوص یہ التزام بھی کیا ہے کہ ترجمہ لغت کے مطابق ہو اور الفاظ کے متعدد معانی میں سے ایسے معانی کا انتخاب کیا جائے جو آیات کے سیاق و سباق کے اعتبار سے موزوں ترین ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی نہایت ذہین' نیک اور بحر العلوم تھے۔ ہندوستان میں ان کے برابر کے علماء اور مفسرین بہت کم گزرے ہیں ان کا ترجمہ پر خلوص اور سلیس ہے۔ مفسرین خلف نے اس ترجمہ کے حواشی میں افراط و تفریط کی ہے لیکن اس سے مولانا کی شان اور علمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔(☆ ۸۱)

مولانا احمد رضا کثیر التصانیف مصنف ہیں۔ (☆۸۰)

ایک ماہر نثر نگار کے علاوہ مولانا بڑے باذوق شاعر بھی تھے۔ تاریخ اردو کی کتابوں نے ان کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے ان کا تذکرہ اس باب میں نہیں کیا ان کا میدان نعت گوئی تھا۔

کروں مدح اہل دول رضا پڑے اس بلا میں مری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

واقعی ان کی نعتوں کو پڑھ کر وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

ان کے کلام میں معنویت کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کی تقریبا تمام فنی خوبیاں اور

نزاکتیں موجود ہیں خود اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ھدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

مولانا احمد رضا کی نعت گوئی پر تذکرہ بذات خود ایک علیحدہ موضوع ہے انہوں نے بہت لکھا اور بہت اچھا لکھا ہے۔(☆ ۸۳)

جوہر کلام یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان متبحر عالم تھے' علوم دینیہ ونقلیہ و عقلیہ اور فن مناظرہ پر کامل دسترس حاصل تھی۔ بحیثیت فقیہ ان کا عالی مقام تھا۔(☆ ۸۴)

قاضی احسان الحق اور سید ابو احمد سجاد بخاری

مولوی غلام اللہ خان پنڈوی کے جانشین قاضی احسان الحق کی زیر نگرانی اور سید ابو احمد سجاد بخاری کی زیر ادارت نکلنے والے رسالے میں ایک مضمون بعنوان "عاشقان مصطفی ﷺ تمہاری غیرت کہاں گئی؟" شائع ہوا جس میں فاضل بریلوی قدس سرہ کے ایک فتوی رد الرفضہ کا آخری حصہ یوں درج کیا گیا۔(☆ ۸۵)

دشمنان رسالت ماب ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (رحمتہ اللہ علیہ) کا فتویٰ : ....

"بالجملہ ان رافضیوں' تبرائیوں (شیعوں) کے بارے میں حکم قطعی اجماعی یہ ہے کہ وہ علی العموم مرتدین ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے ان کے ساتھ مناکحت (نکاح) نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ معاذ اللہ مرد رافضی اور عورت مسلمان ہو تو یہ سخت قہر الہی ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں میں سے ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا۔ محض زنا ہوگا۔ اولاد ولد الزنا ہوگی۔ باپ کا ترکہ نہ پائے گی۔ اگرچہ اولاد بھی سنی ہی ہو شرعا والد الزنا کا باپ کوئی نہیں۔ عورت نہ ترکہ کی مستحق ہوگی نہ مہر کی' زانیہ کے لئے مہر نہیں؛ رافضی اپنے کسی قریب حتی کہ باپ' بیٹے' ماں بیٹی کا بھی ترکہ نہیں پا سکتا' سنی تو سنی کسی مسلمان بلکہ کسی کافر کے بھی یہاں تک کہ خود اپنے ہم مذہبی رافضی کے ترکے میں اس کا اصلا کچھ حق نہیں' ان کے مرد عورت عام جاہل کسی سے میل جول سلام کلام سب کبیرہ اشد حرام ہے جو ان کے ملعون عقیدوں پر آگاہ ہو کر پھر بھی انہیں مسلمان جانے یا ان کے کافر ہونے میں شک کرے باجماع تمام

ائمہ دین خود کافر اور بے دین ہے اور اس کے لئے بھی یہی احکام ہیں جو ان کے لئے مذکور ہوئے مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس فتوی کو بگوش ہوش سنیں اور اس پر عمل کر کے سچے سچے مسلمان بنیں۔.........

و باللہ توفیق و اللہ سبحانہ و تعالی اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم (کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی) رد الرفضہ ص ۳۲ (☆ ۸۶)

اس فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے یوں لکھا ....

اہل سنت بھائیو! آپ نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی (رحمتہ اللہ علیہ) کا فتوی اوپر ملاحظہ کیا مگر تصویر کا دردناک پہلو یہ ہے کہ خود کو فخریہ اہل سنت بریلوی کہنے والے بعض علماء نہ صرف یہ کہ شیعوں سے میل جول اور ساجی تعلقات رکھنے میں پیش پیش ہیں بلکہ ان کی مجالس جلوسوں اور کانفرنسوں کی زینت بنتے ہیں اور خمینی جیسے .... اور .... انسان نے علی الاعلان حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے مشن میں ناکام بتایا ہے۔ (بحوالہ پمفلٹ اتحاد و یک جہتی ناشر خانہ فرہنگ ایران ملتان) اس کو حجتہ الاسلام و المسلمین کا لقب دے کر عزت و تکریم کرتے ہیں .... اعلیٰ حضرت بریلوی (قدس سرہ) نے ایسے علماء کو "بد مذہب" اور "جہنمی" لکھا ہے (☆ ۸۷)

(نوٹ : شیعہ نواز علماء کو سنی بریلوی کہنا نہ صرف بے وقوفی اور جہالت ہے بلکہ اہل سنت و جماعت کی توہین کے مترادف ہے (صابر))

اسی طرح ماہنامہ تعلیم القرآن کے ایک دوسرے شمارے میں مفتی غلام رسول صاحب کا مقالہ بعنوان "خلل اندازی نماز کے متعلق اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب" شائع ہوا۔ یہ مقالہ نو صفحات پر مشتمل ہے' مقالے کا صرف ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔........

"صورت مسئولہ میں خلل اندازی نماز کے متعلق حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلی رحمتہ اللہ علیہ کے ذاتی مذہب کے متعلق دریافت کیا گیا۔ ان کا اپنا ذاتی مذہب کوئی خود ساختہ نہیں بلکہ مسئلہ مذکورہ میں ان کا مذہب وہی ہے جو ان کے امام مستقل مجتہد مطلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا ہے"۔ (☆ ۸۸)

مولوی محمد اکرم صاحب اور حافظ عبد الرزاق ایم اے

مولوی محمد اکرم صاحب (سرپرست دار العرفان' منارہ جہلم) کی زیر سرپرستی اور حافظ عبد الرزاق ایم اے کی زیر ادارت نکلنے والے ماہنامہ المرشد چکوال میں ابو سعید کا مقالہ "نعت رسول مقبول ﷺ" شائع ہوا جس میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمتہ کا ذکر خیر بھی شامل ہے۔

شعر دراصل ہے وہی حسرت
سنتے ہی دل میں اتر جائے

اہل دل اور اہل درد اور اہل صفا کی نعتوں میں یہ اثر لازما پایا جاتا ہے کہ ان نعتوں کے پڑھنے سے نبی کریم ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے محبت ضرور پیدا ہو جاتی ہے خواہ کسی درجے کی ہو اور اس درجے کا انحصار پڑھنے والے کے خلوص پر ہے۔ اب ہم چند ایسی نعتیں درج کرتے ہیں (☆ ۸۹)

مولانا احمد رضا خان بریلوی ۱۳۴۱ھ

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا
(☆ ۹۰)

الحاج ظہور حسین

ادارہ اسلامیہ کمالیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتاب میں لکھتے ہیں :

حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی تکفیر مسلم میں بے حد محتاط تھے' چنانچہ ایک صاحب نے تکفیر مسلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے یہ جواب مرحمت فرمایا : بطور سب شتم کہا تو کافر نہ ہوا' گنہگار ہوا اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر" (الملفوظ حصہ سوم ص ۱۲)

فاضل بریلوی کی احتیاط تکفیر کا عملی طور پر اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی بعض عبارات پر سخت گرفت کی اور اس سلسلہ میں رسالہ تحریر فرمایا "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" بالاخر یہی تحریر فرمایا : "علمائے محتاطین

انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے" اس طرح ایک اور رسالہ میں تحریر فرمایا ....

"ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفا (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب" (الکوکبۃ الشہابیہ ۱۸۹۸ھ) اسی موضوع پر سل السیوف الہندیہ، ازالہ العار، انجاء البری وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔

مختلف حوالہ جات کے مطالعہ اور تحقیق سے پتہ چلتا ہے کے فاضل بریلوی بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ کسی کو کافر نہ کہتے تھے۔

قارئین کرام نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت عظیم المرتبت پروانہ شمع رسالت مجدد ماۃ حاضرہ الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہستی وہ عظیم الشان اور پر وقار ہستی ہیں کہ اپنے تو اپنے غیروں اور مخالفوں کو بھی ان کی علمی جلالت کے آگے اپنی جبین نیاز جھکانے پر مجبور ہونا پڑا اور انھوں نے اپنے اپنے طور پر اس عبقری کو خراج تحسین پیش کیا۔

.بفضلہ تعالیٰ اسی طرح تمام اکابر و اصاغر دیوبندیوں بلکہ علمائے عرب و عجم نے بھی ہمارے امام، امام اہلسنت کے تبحر علمی اور فقاہت کا اعتراف کیا ہے

ایک دفعہ صدر الافاضل مراد آبادی نے امام اہلسنت سے عرض کی کہ حضور نرمی کے ساتھ وہابیوں دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو آپ مولانا کی یہ گفتگو سن کر آبدیدہ ہوگئے۔ اور فرمایا :

مولانا! تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوئی اور میرے آقا و مولی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور میں اپنے ہاتھ سے ان گستاخوں کا سر قلم کرتا۔ لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے قلم عطا فرمایا ہے تو میں قلم کے ذریعے شدت کے ساتھ ان بے دینوں کا رد اس لئے کرتا ہوں تاکہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں بد زبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے۔ پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے آقا و مولی کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس طرح میری اور میرے آباء و اجداد کی عزت و آبرو حضور اکرم ﷺ کی عظمت جلیل کے لئے سپر ہو جائے (سوانح امام احمد رضا بریلوی)

سبحان اللہ قربان جایئے اعلیٰ حضرت کے عشق رسول ﷺ پر کہ وہ رسول کی عزت و ناموس کے کتنے اعلیٰ نگہبان تھے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کی اس شدت کے چند چھینٹے عنایت فرمائے (آمین)

آخر میں ان حضرات سے دردمندانہ التماس ہے جو کہ حکومتی سطح تک رسائی رکھتے ہیں یا جو اپنے حلقہ احباب میں کچھ کرنے کی اہلیت یا اختیار رکھتے ہیں خدارا! اب بھی وقت ہے تاریخ اور تاریخ دانوں نے امام اہلسنت کے ساتھ جو ناانصافی کی ہے للہ، اس کا ازالہ کرنے کی کوئی سبیل کیجئے تاریخ کے صفحات پر جہاں نظر ڈالئے ان حضرات کو جو کہ سراسر گستاخ رسول اور پاکستان دشمن تھے کو ہیرو بنا کر پیش کیا گیا ہے جب کہ دنیائے اسلام کی اس عظیم الشان ہستی کے ساتھ ایسی بے اعتنائی برتی گئی ہے کہ جس کی مثال کسی دوسرے ملک کی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ انصاف کا اس سے زیادہ خون کیا ہوگا کہ جس کا ایک ایک شعر سونے میں تولنے کے قابل ہے اس کی کوئی نعت یا نظم کسی بھی درسی کتاب میں شامل نصاب نہیں، اسی سے زیادہ اندھیر کیا ہوگا کہ جہاں نصابی کتابوں میں سر سید احمد خان، سید سلیمان ندوی، ڈاکٹر اقبال، بانی پاکستان محمد علی جناح وغیرہ کا ذکر ہے وہاں اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت سے پہلوتہی کی گئی ہے حالانکہ اول الذکر تمام شخصیات بھی اعلیٰ حضرت کی عظمت کے قائل تھے۔ اب بھی وقت ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بروز محشر ہم سے اس بے اعتنائی و بے رخی کا سبب پوچھا جائے اور ہم سے کوئی جواب نہ بن پڑے۔

آخر میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نقوش پا پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں ان کے مسلک و تعلیمات کا زیادہ سے زیادہ پرچار کرنے کی ہمت و قوت دے اور ان کی قبر پرانوار پر کروڑہا کروڑ رحمت و رضوان کی بارش فرمائے۔ اور ہمیں ان کی شخصیت کی کماحقہ پہچان اور پرچار کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

ڈال دی قلب میں عظمت مصطفیٰ
حکمت اعلیٰ حضرت پر لاکھوں سلام

حواشی کتاب

(۱) ملاحظہ ہو مولوی حسین احمد مدنی کی کتاب الشہاب ثاقب

(۲) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو پروفیسر محمد مسعود احمد مدظلہ کی کتاب "امام احمد رضا اور عالمی جامعات" مطبوعہ لاہور سن ۱۹۹۰ء

(۳) حضرت علامہ سید محمد ریاست علی قادری "خطبہ استقبالیہ امام احمد رضا کانفرنس" منعقدہ اسلام آباد ۱۹۸۸ء ص ۶

(۴) محمد یوسف صابر "چودھویں صدی کی ایک عظیم شخصیت" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۱۳۶

(۵) ماہنامہ کنزالایمان لاہور جون ۱۹۹۱ء ص ۱۰

(۶) محمد مسعود احمد مدظلہ پروفیسر "رہبر و راہنما" مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء ص ۲۳

(۷) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (۱) امام احمد رضا اور عالم اسلام مطبوعہ کراچی (۲) فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور

(۸) مکتوب سید مہر حسین شاہ بخاری بنام راقم الحروف محررہ ۱۳ جنوری ۱۹۹۱ء

(۹) محمد بہاء الحق قاسمی اسوہ اکابر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۶۲ء ص ۱۳

(۱۰) انیس احمد صدیقی حکیم : مسلک اعتدال مطبوعہ کراچی سن ۱۳۹۹ھ ص ۸۷

(۱۱) عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری، مولانا : اعلی حضرت کا فقہی مقام مطبوعہ لاہور سن ۱۹۷۱ء ص ۱۰

(۱۲) محمد بہاء الحق قاسمی : اسوہ اکابر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۶۲ء ص ۱۵

(۱۳) کوثر نیازی : امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ جہت شخصیت مطبوعہ کراچی سن ۱۹۹۱ء ص ۱۸، ۱۹

(۱۴) محمد مسعود احمد پروفیسر: سرتاج الفقہاء مطبوعہ لاہور سن ۱۹۹۰ء ص ۳

(۱۵) کوثر نیازی : امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ جہت شخصیت مطبوعہ کراچی سن ۱۹۹۱ء ص ۱۸

(۱۶) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء : طمانچہ بجواب دھماکہ مطبوعہ ساہیوال ۱۹۷۷ء ص ۴۰

(۱۷) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء : طمانچہ بجواب دھماکہ مطبوعہ ساہیوال ۱۹۷۷ء ص ۴۱

(۱۸) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء : طمانچہ بجواب دھماکہ مطبوعہ ساہیوال ۱۹۷۷ء ص ۳۹، ۴۰

(۱۹) محمد فیض احمد اویسی، مولانا : امام احمد رضا اور علم حدیث مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء ص ۸۳

(۲۰) خلیل اشرف اعظمی خلیل العلماء : طمانچہ بجواب دھماکہ مطبوعہ ساہیوال سن ۱۹۷۷ء ص ۳۵

(۲۱) خلیل اشرف اعظمی، خلیل العلماء : طمانچہ بجواب دھماکہ مطبوعہ ساہیوال ۱۹۷۷ء ص ۳۴

(۲۲) مرتضی حسن دربھنگی، مولانا : اشد العذاب علی مسیلمۃ الکذاب مطبوعہ دیوبند ص ۱۳

(۲۳) یاسین اختر مصباحی، مولانا : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۹۶

(۲۴) یاسین اختر مصباحی، مولانا : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۱۲۸، ۱۲۹

(۲۵) محمد عمر فاروق، حافظ : امام احمد رضا عظیم المرتبت ، جلیل القدر شاعر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۹۰ء ص ۳۹

(۲۶) ماہنامہ جناب عرش رحیم یار خاں "غزالی دوراں نمبر" ج ۱ شمارہ نمبر ۱۰ سن ۱۹۹۰ء ص ۲۴۵، ۲۴۶

(۲۷) ماہنامہ الفرقان لکھنؤ اگست، ستمبر سن ۱۹۸۷ء ص ۷۳

(۲۸) محمد بہاء الحق قاسمی اسوہ اکابر مطبوعہ لاہور سن ۱۹۶۲ء ص ۲۰

(۲۹) محمد یاسین اختر مصباحی، مولانا : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۱۲۴

(۳۰) ایضاً ص ۱۲۸

(۳۱) محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں مطبوعہ لاہور ص

(۳۲) محمد یاسین اختر مصباحی، مولانا : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۱۲۹، ۱۳۰

(۳۳) محمد مسعود احمد، پروفیسر: عاشق رسول مطبوعہ لاہور ص ۱۱

(۳۴) ابوداؤد محمد صادق، مولانا پاسبان کنز الایمان مطبوعہ لاہور ص ۶۳

(۳۵) محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۰۰

(۳۶) محمد مسعود احمد، پروفیسر: فاضل بریلوی اور ترک موالات مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء ص ۱۰۰

(۳۷) غلام سرور قادری، مفتی الشاہ احمد رضا خان بریلوی مطبوعہ ساہیوال ص ۸۲

(۳۸) سوئے منزل راولپنڈی اپریل سن ۱۹۸۲ء ص ۵۷

(۳۹) محمد یاسین اختر مصباحی مولانا : امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں مطبوعہ کراچی ص ۹۸

(۴۰) شمس الدین احمد قریشی، قاضی : اتحاد امت دیوبندی، بریلوی کا اہم تقاضا، مطبوعہ راولپنڈی سن ۱۹۸۴ء ص ۳۱

(۴۱) ملاحظہ ہو مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتاوی رشیدیہ مطبوعہ کراچی

(۴۲) کوکب نورانی اوکاڑوی، مولانا : سفید و سیاہ مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۹ء ص ۷۵

(۴۳) یاسین اختر مصباحی، مولانا : امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات مطبوعہ ملتان ۱۹۸۵ء ص ۳۴

(۴۴) محمد حسین انصاری، ڈاکٹر: حیات طیبہ مطبوعہ لاہور ص ۱۹۸۴ء ص ۲۳۲

(۴۵) ماہنامہ الفرید ساہیوال رجب المرجب سن ۱۳۹۹ھ ص ۲۷

(۴۶) محمد مرید احمد چشتی، مولانا : خیابان رضا مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۲ء ص ۱۳۱

(۴۷) نور محمد قادری سید علامہ : اعلیٰ حضرت کی شاعری پر ایک نظر مطبوعہ لاہور سن ۱۴۰۱ھ ص ۳۷

(۴۸) (ا) مولانا حق نواز جھنگوی کی جدوجہد اور ان کا نصب العین مطبوعہ جھنگ سن ۱۹۹۰ء ص ۲۱
(۲) امیر عزیمت' پس منظر' وجوہات مطبوعہ جھنگ ص ا

(۴۹) (ا) اہل سنت و الجماعت علماء بریلی کے تاریخ ساز فتاویٰ مطبوعہ جھنگ ص ۴
(۲) جو شخص شیعہ کے کافر ہونے میں شک کرنے وہ خود کافر ہے (اشتہار)

(۵۰) ارشاد الحق تھانوی' مولانا : امام ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی تعلیمات مشمولہ روزنامہ جنگ میگزین خصوصی ایڈیشن

(۵۱) محمد منظور نعمانی' مولانا : متفقہ فیصلہ مطبوعہ لاہور ص ۱۱۸

(۵۲) جو شخص شیعہ کے کافر ہونے میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ (اشتہار) مطبوعہ انجمن سپاہ صحابہ پاکستان

(۵۳) (ا) محمد طیب قاسمی قاری : علمائے کرام کی تذلیل کسی صورت میں جائز نہیں۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء ص ۵
(ب) محمد ادریس ہوشیار پوری : خطبات حکیم الاسلام حصہ سوم مطبوعہ ملتان ص ۲۷۵

(۵۴) محمد فیض احمد اویسی' فیض العلوم : امام احمد رضا علیہ الرحمہ ریاست بہاولپور کے علماء و مشائخ کی نظر میں
مشمولہ (ا) ماہنامہ فیض عالم بہاولپور اگست سن ۱۹۹۱ء ص ۱۲
(۲) اعجاز اشرف انجم نظامی' خواجہ : امام احمد رضا دانشوروں کی نظر میں مطبوعہ سن ۱۹۸۶ء ص ۱۵۵

(۵۵) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کراچی سن ۱۹۹۰ء / ۱۴۱۱ھ ص ۴۵

(۵۶) شمس الدین درویش' قاضی : غلغلہ بر زلزلہ مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۸ء ص ۳۴

(۵۷) ملاحظہ ہو' اللہ وسایا' مولوی : ایمان پرور یادیں مطبوعہ ملتان سن ۱۹۸۶ء

(۵۸) عشق خاتم النبیین ﷺ مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ص ۵

(۵۹) محمد مرید احمد چشتی مولانا : جہان رضا مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۱ء ص ۳۵' ۱۲۶' ۱۲۷

(۶۰) مظہر حسین' قاضی : بشارت الدارین بالصبر علی شہادت الحسین (رضی اللہ عنہ) مطبوعہ لاہور سن ۱۳۹۵ھ ص ۵۲۹' ۵۳۰

(۶۱) ماہنامہ حق چار یار لاہور شمارہ جون جولائی سن ۱۹۹۰ء ص ۵۰

(۶۲) اظہر ندیم قاری "کیا شیعہ مسلمان ہیں مطبوعہ لاہور ص ۲۸۸

(۶۳) محمد عبدالمجید صدیقی : زیارت نبی (ﷺ) بحالت بیداری مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۹ء ص ۸۱

(۶۴) عنایت اللہ : تاج مطبوعات مطبوعہ کراچی سن ۱۹۷۷ء ص ۵۱

(۶۵) مکتوب گرامی صاحبزادہ محمد عبدالظاہر رضوی بنام راقم الحروف محررہ ۸ فروری سن ۱۹۹۳ء

(۶۶) ایچ-بی-خان' ڈاکٹر : برصغیر پاک و ہند کی سیاست میں علماء کا کردار مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۵ء ص ۱۵۲

(۶۷) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۸ء ص ۱۵

(۶۸) مجلہ امام احمد رضا کانفرنس مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۶ء ص ۱۴

(۶۹) ایضاً سن ۱۹۸۹ء ص ۶۳

(۷۰) محمد مرید احمد چشتی' مولانا خیابان رضا دانشوروں کی نظر میں مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ ص ۹۳

(۷۱) اعجاز اشرف انجم نظامی' خواجہ امام احمد رضا دانشوروں کی نظر میں ۱۹۸۶ ص ۴۳

(۷۲) خالد شبیر احمد' پروفیسر: تاریخ محاسبہ قادیانیت مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۷ء ص ۳۵۵

(۷۳) ایضاً ص ۳۶۰

(۷۴) خالد شبیر احمد' پروفیسر: تاریخ محاسبہ قادیانیت مطبوعہ لاہور سن ۱۹۸۷ء ص ۳۵۶

(۷۵) ایضاً ص ۳۵۷

(۷۶) ایضاً ص ۳۵۸

(۷۷) ایضاً ص ۳۶۰

(۷۸) صالحہ عبدالحکیم شرف الدین' ڈاکٹر : قرآن حکیم کے اردو تراجم مطبوعہ کراچی ۱۹۸۱ء ص ۳۱۵

(۷۹) ایضاً ص ۳۱۸

(۸۰) ایضاً ص ۳۱۹

(۸۱) صالحہ عبدالحکیم شرف الدین' ڈاکٹر : قرآن حکیم کے اردو تراجم مطبوعہ کراچی سن ۱۹۸۱ ص ۳۲۳

(۸۲) ایضاً ص ۴۳۰

(۸۳) ایضاً ص ۴۳۱' ۴۳۲

(۸۴) ایضاً ص ۴۳۵

(۸۵) دیوبندیوں کو اپنے اکابر سے متعلقہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فتاویٰ کو بھی دیانتداری سے تسلیم کر لینا چاہئے تاکہ فساد امت کا جو پودا ان کے اکابرین نے بویا تھا اسے کاٹا جاسکے اور مسلمانوں میں تفرقہ ختم ہوسکے۔ (ادارہ)

(۸۶) ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست ستمبر ۱۹۸۸ء ص ۴۲

(۸۷) ایضاً ص ۴۳

(۸۸) ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اگست سن ۱۹۸۵ء ص ۱۹ تا ۲۷

(۸۹) ماہنامہ الرشد چکوال شمارہ اکتوبر سن ۱۹۸۴ء ص ۲۶' ۲۷

(۹۰) ایضاً ص ۲۹

کلمہ کفر محمد (ﷺ) غیب کیا جانیں

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے.....یحلفون باللہ ماقالو ولقد قالو کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم(پ ۱۰ ع ۱۶ سورہ التوبہ)

"خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نبی کی شان میں گستاخی نہ کی اور البتہ بے شک وہ یہ کفر کا بول بولے اور مسلمان ہو کر کافر ہوگئے۔"

ابن جریر اور طبرانی اور ابوالشیخ و ابن مردویہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ایک پیڑ کے سایہ میں تشریف فرما تھے' ارشاد فرمایا عنقریب ایک شخص آئے گا کہ تمھیں شیطان کی آنکھوں سے دیکھے گا وہ آئے تو اس سے بات نہ کرنا کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک کرنجی آنکھوں والا سامنے سے گزرا رسول اللہ ﷺ نے اسے بلا کر فرمایا تو اور تیرے رفیق کس بات پر میری شان میں گستاخی کے لفظ بولتے ہیں وہ گیا اور اپنے رفیقوں کو بلا لایا۔ سب نے آکر قسمیں کھائیں کہ ہم نے کوئی کلمہ حضور کی شان میں بے ادبی کا نہ کہا' اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری کہ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے گستاخی نہ کی اور بے شک ضرور وہ یہ کفر کا کلمہ بولے اور تیری شان میں بے ادبی کر کے اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔ دیکھو اللہ گواہی دیتا ہے کہ نبی کی شان میں بے ادبی کا لفظ کلمہ کفر ہے اور اس کا کہنے والا اگرچہ لاکھ مسلمانی کا مدعی کروڑ بار کا کلمہ گو ہو' کافر ہو جاتا ہے اور فرماتا ہے :

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قل اباللہ وایتہ ورسولہ کنتم تستھزون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم(پ ۱۰ ع ۱۴' سورہ التوبہ)

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے' تم فرما دو کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے' بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے اپنے ایمان کے بعد۔

ابن ابی شیبہ و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت فرماتے ہیں۔

انہ قال فی قولہ تعالیٰ ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب قال رجل من المنافقین یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بوادی کذا وما یدریہ بالغیب۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی' اس کی تلاش تھی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے' اس پر ایک منافق بولا محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے' محمد غیب کیا جانیں؟

اس پر اللہ عزوجل نے یہ آیت کریمہ اتاری کہ کیا اللہ و رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو' بہانے نہ بناؤ تم مسلمان کہلا کر اس لفظ کے کہنے سے کافر ہوگئے۔ (دیکھو تفسیر امام ابن جریر مطبع مصر' جلد دہم صفحہ ۱۰۵ و تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی جلد سوم صفحہ ۲۵۴)

مسلمانو! دیکھو محمد ﷺ کی شان میں اتنی گستاخی کرنے سے کہ وہ غیب کیا جانیں کلمہ گوئی کام نہ آئی اور اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ بہانے نہ بناؤ تم اسلام کے بعد کافر ہوگئے۔

اقوال اعلیٰ حضرت

(۱) جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے اللہ نجات کی راہ نکال دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو۔

(۲) اولیاء اللہ کی سچے دل سے پیروی کرنا اور مشابہت کرنا کسی دن ولی اللہ کر دیتا ہے۔

(۳) نعت کہنا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔

(۴) جس کا ایمان پر خاتمہ ہوگیا اس نے سب کچھ پالیا۔

(۵) جس سے اللہ و رسول ﷺ کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔

شیخ الاسلام والمسلمین

قائد مدحت گران مصطفےٰ‘ احمد رضا
لشکر دلدادگان شاہ دین کا پیشوا
حب محبوب خدا ہے قصر ایماں کی اساس
وہ محمد کا سپاہی‘ غوث کا وہ پہرے دار
ہے خدائے مصطفیٰ سب سے بڑا پھر مصطفیٰ
عشق احمدؐ حب اہل بیت و اصحاب رسول
نسبت نیکاں سے ہے فوز و فلاح دوسرا
سر گروہ عارفاں‘ دیدہ دروں کا مقتدا
بندہ باری تعالیٰ‘ اور عبد مصطفیٰ

جان نثاران محمد کا سپہ سالار تھا
دشمنان مصطفیٰ سے عمر بھر لڑتا رہا
جو ہے گستاخ نبی‘ ایمان نہیں ہے اس کے پاس
جیش اعدا کا نہ اس غازی کو تھا خوف و ہراس
جان ایماں ہیں محمد مصطفیٰ‘ اس نے کہا
نیک بندوں سے محبت‘ احترام اولیاء.
مذہب احمد رضا خاں کچھ نہیں اس کے سوا
اس کے علم و فضل کا ڈنکا جہاں بھر میں بجا
وہ مجدد اس صدی کا عبقری اس دور کا

ولولہ انگیز و ذوق افزا ہے اس کا ذکر خیر
بزم شوق افسردہ ہے اس کی حکایت کے بغیر

طارق سلطان پوری

حسن ابدال

منقبت

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
عرصہ ہوا وہ مرد مجاہد چلا گیا!
ایمان پارہا ہے حلاوت کی نعتیں
سب ان سے جلنے والوں کے گل ہوگئے چراغ
کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دئے
مغموم اہل علم نہ ہوں کیوں تیرے لئے
عالم کی موت کہتے ہیں عالم کی موت ہے
عشق حبیب پاک میں ڈوبا ہوا کلام
تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی
بعد وصال عشق نبی کم نہیں ہوا
بھردی دلوں میں الفت و عظمت رسول کی
جو علم کا خزینہ کتابوں میں ہے تیری
خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی
للہ اپنے فیض سے اب کام لیجئے
وابستگان کیوں ہوں پریشان ان پہ جب
تم جان تھے چمن کی چمن وہ چمن کہاں

خورشید علم ان کا درخشاں ہے آج بھی
سینوں میں ایک سوزش پنہاں ہے آج بھی
اور کفر تیرے نام سے لرزاں ہے آج بھی
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی
جب علم خود ہی سر بگریباں ہے آج بھی
عالم جبھی تو سارا پریشاں ہے آج بھی
سرمایہ نشاط سخن داں ہے آج بھی
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آج بھی
روح رضا حضور پہ قرباں ہے آج بھی
جو مخزن حلاوت ایماں ہے آج بھی
ناموس مصطفیٰ کا وہ نگراں ہے آج بھی
راضی رضا سے صاحب قرآں ہے آج بھی
فتنوں کے سر اٹھانے کا امکاں ہے آج بھی
لطف و کرم کا آپ کے داماں ہے آج بھی
بلبل چمن میں یوں تو غزل خواں ہے آج بھی

مرزا سر نیاز جھکاتا ہے اس لئے
علم و عمل پہ آپ کا احسان ہے آج بھی

دعوت انصاف

- کیا آپ حق کا ساتھ دینا اور باطل سے الگ ہونا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ حق کو سربلند اور باطل کو سرنگوں دیکھنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ باطل فتنوں سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ فرقہ ناجیہ کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ بریلوی' دیوبندی نزاع کی اصل وجوہات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ چاہتے ہیں کہ حقیقت آپ پر آشکارا ہو جائے۔
- کیا آپ چاہتے ہیں کہ اپنے اور پرائے کی پہچان کر سکیں۔
- کیا آپ حق پسندوں کو اپنا دوست رکھنا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ قرآنی آیت **واعتصمو بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقو** کا صحیح مفہوم جاننا چاہتے ہیں۔
- کیا آپ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح ادائیگی چاہتے ہیں۔
- کیا آپ اللہ تعالیٰ عز و جل کی محبت اور عشق رسول ﷺ کا صحیح لطف اور لذت اٹھانا چاہتے ہیں۔

تو آپ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان کے مرکزی دفتر نور مسجد کاغذی بازار کراچی تشریف لائیں یا پھر ہمیں ایک خط لکھیں۔

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی 74000